صفہ واصحاب صفہ کی فضیلت
اوران کے منتخب حالات

مرتب

عبدالغنی سیفی عمری
سابق ناظم
جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : صفہ واصحاب صفہ کی فضیلت اوران کے منتخب حالات

مرتب : عبدالغنی سیفی عمری سابق ناظم جامعہ محمدیہ رائیدرگ

پہلا ایڈیشن : 2005

صفحات : 98 + 9

تعداد : 1000

ہدیہ :

کمپوزنگ : ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

ملنے کا پتہ :

ا) عبدالغنی سیفی عمری مکان نمبر 166-2-11 مارکیٹ اسٹریٹ رائیدرگ۔ 515 865

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِلْفُقَراءِ الذینَ اُحْصِرُو فِی سَبیلِ اللهِ لَا یَسْتَطِیعُونَ ضَرباً فِی الارضِ، یَحْسَبُهم الجَاهِلُ اَغْنِیاءَ مِنَ التّعَفُّفِ، تَعْرِفُهم بِسِیْمَاهِم، لَا یَسْئلونَ الناسَ اِلْحَافاً ،وَمَا تُنْفِقُوا مِن خَیرٍ فاِن اللّه بِه عَلِیمُ۔

(البقرة۲۷۳)

صفہ واصحاب صفہ کی فضیلت

اوران کے منتخب حالات

مرتب

عبدالغنی سیفی عمری

سابق ناظم

جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ

انتساب

تحیات طیبات کا واحد مستحق وہ ذات پاک ہے جو ساری مخلوقات کا خالق و مسجود حقیقی ہے۔

یا الہٰی ۔ میں اس کتاب کو جس میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائین و شیدائیوں و داعیانِ حق و مبلغان اسلام کے حالات درج ہیں تیرے لازوال دربار اعلیٰ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں امیدوار ہوں اس کو مقبولیت کا عنایت فرما کر انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی امت محمد یہ کو توفیق بخش اور احقر کو روز محشران کے زمرہ میں اٹھائے۔ آمین ثم آمین

تشکر و امتنان

یاالٰہی تیرا لاکھ لاکھ شکر و احسان کہ

تو نے مجھ جیسے حقیر و ناچیز بندے کو تیرے نبی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقدس شیدائیوں فدائیوں کے مختصر حالات قلم بند کرنے کی توفیق

بخشی۔امیدوار ہوں کہ تو اس کو میری نجات کا

ذریعہ بنائے گا

آمین ثم آمین۔

المرء مع من احب۔ قیامت کے روز ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔(بخاری مسلم)

عقیدت

یا الٰہی تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے گہری
محبت وعقیدت ہے۔
یا الٰہی حشر کے دن مجھے ان اصحاب صفہ میں سے ایک کا ہی
سہی ساتھ نصیب فرما۔
یا الٰہی تجھ پر یہ بات عیاں ہے کہ میں نے اصحاب صفہ کی
محبت وعقیدت کی بنیاد پر ان کے حالات قلم بند کئے ہیں
یا الٰہی مجھے اور میری اولاد کو اور امت مسلمہ کو ان بزرگوں
کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخش۔
یا الٰہی تو میری اس حقیر پیش کش کو قبول فرما کر میری نجات کا ذریعہ بنا آمین
یا الٰہی ایں دعا از من و از جہاں آمین باد۔

عرض حال

صفہ واہل صفہ پر علماء و محققین عظام نے ضخیم سے ضخیم تر، مبسوط، مفصل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ان بزرگان دین پر جس قدر بھی لکھا جائے کم ہے ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

وہ اسلام کے اولین داعی و مبلغ ہیں درس گاہ نبوت کے اولین تلامذہ ہیں جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت تھے۔

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر واحسان کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز، کم علم کو ان کے مختصر حالات تحریر کرنے کی توفیق بخشی فللہ الحمد والشکر۔خدائے عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس حقیر خدمت کو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنائے اور روز محشر ان کے زمرہ میں اٹھائے۔آمین۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں دوپہر کے وقت گھر میں لیٹا ہوا تھا۔کسی رسالہ کے بکھرے ہوئے اوراق پر نظر پڑی اٹھا کر دیکھا تو ماشاءاللہ رسالہ میں حج بیت اللہ شریف، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کے مقامات مقدسہ کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔مسجد نبوی کی تعمیر اور اس کے جملہ حالات اور صفہ واہل صفہ کے اسماء گرامی کا بھی مختصر ذکر ہے۔مستدرک اور حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانی کے حوالوں سے موجود ہے۔

اللہ رب العزت نے میرے دل میں ان اسماء گرامی کے حالات دریافت کرنے اور اس کے متعلق جستجو و تحقیق کرنے کا خیال پیدا کیا۔اس رسالہ کے نام کی تلاش میں بھی بحمداللہ کامیابی ہوئی۔رسالہ کا نام ہے ''حضورالعاشقین'' جو حافظ محمد صدیق میمنیؒ مقیم مکہ مکرمہ نے مرتب فرمایا ہے جس پر محترم علامہ سید سلیمان ندویؒ اور مولانا طیبؒ اور مولانا اطہر مبارک پوری کے تقریظات تھے۔کتاب کا آغاز دربار نبوی میں حاضری کے آداب و فرائض کے عنوان سے ہوا ہے۔

اصحاب صفہ کے حالات مجھے کتب خانہء جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ سے حاصل ہوئے، ماشاءاللہ کتب خانہ میں ہر فن کی کتابوں کا کافی ذخیرہ ہے۔

آخر میں میں اپنے برادر زادہ عزیزم ساہتیہ شری ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ پروفیسر یم۔اے، پی ایچ۔ڈی۔سلمہ زیدہ عمرہ واقبالہ کے لئے دعا گو ہوں کہ انہوں نے اپنی تصنیفی، تدریسی و دیگر کثیر مصروفیات کے باوجود میری کتاب واصحاب

صفہ‘ کے مسودہ کی کمپوزنگ کر کے طباعت کے قابل بنایا۔ جزاك الله احسن الجزاء۔

عزیزم ایک لائق وقابل عالم فاضل الحاج مولٰینا محمد عبداللہ غفراللہ لہ اردو منشی گورنمنٹ ہائی سکول چامراج نگر کے لائق وفائق فرزند ارجمند ہیں۔

عزیزم کا ریاست کرناٹک کی دارالسلطنت بنگلور یونیورسٹی سے اردو میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے والوں میں اول نمبر ہے۔ عزیزم کئی ادبی کتابوں کے مصنف، محقق اور مترجم ہیں۔

مجلس کل ہند زبان وادب نے ڈاکٹر صاحب کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے شہر گلستان بنگلور میں ۱۳۔۱۴۔۱۵ جون ۲۰۰۴ء میں منعقدہ سترھویں سالانہ اجلاس میں ۲۵۰ سے زائد شعراء وادباء وماہرین زبان کی موجودگی میں ساہتیہ شری ایوارڈ کا اعزاز عطا فرمایا۔ غالباً ریاست کرناٹک کے اردو والوں کو ملنے والا پہلا کل ہند ایوارڈ ہے۔ اللهم زد فزد۔

عبدالغنی سیفی عمری

فہرست عناوین کتاب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض حال	۶
	فہرست عناوین کتاب	۸
	تمہید	۱۰
	خفیہ دعوت	۱۱
	عقبہ کی پہلی بیعت	۱۱
	عقبہ کی دوسری بیعت	۱۲
	ہجرت کا حکم	۱۴
	مسجد اور صفہ کی تعمیر	۱۴
	صفہ و اہل صفہ کی تاریخ	۱۴
	مسجد کی تعمیر	۱۶
	ذریعہ معاش	۱۶
	فاقہ کشی اور وجہ معاش	۱۸
	وجہ معاش کا دوسرا ذریعہ	۲۰
	چند اصحاب صفہ کے حالات	۲۲
۱	تذکرہ ابو الیقظان عمار بن یاسرؓ	۲۲
۲	تذکرہ ابو عبیدہ بن جراحؓ	۲۴
۳	تذکرہ سیدنا ابو ہریرہؓ	۲۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۔	تذکرہ خباب بن الارتؓ	۳۱
۵۔	تذکرہ حضرت زید بن خطابؓ	۳۳
۶۔	تذکرہ حضرت عامر بن فہیرہؓ	۳۴
۷۔	تذکرہ حضرت بلال بن رباحؓ	۳۶
۸۔	تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ	۳۸
۹۔	تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۴۲
۱۰۔	تذکرہ حضرت صہیب بن سنان	۴۶
۱۱۔	تذکرہ حضرت ابوذر غفاریؓ	۴۸
۱۲۔	تذکرہ حضرت ابولبابہ انصاریؓ	۵۲
۱۳۔	تذکرہ حضرت عکاشہ بن محصن	۵۴
۱۴۔	تذکرہ ثوبان مولیٰ رسول اللہ	۵۵
۱۵۔	تذکرہ حضرت ابو الدرداءؓ	۵۶
۱۶۔	تذکرہ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ	۵۹
۱۷۔	تذکرہ براء بن مالکؓ	۶۱
۱۸۔	تذکرہ حضرت حنظلہ بن عامرؓ	۶۳
۱۹۔	تذکرہ حضرت مقداد بن الاسودؓ	۶۵
۲۰۔	تذکرہ حضرت خریم فاتکؓ	۶۷

۲۱۔ تذکرہ حضرت مسطح بن اثاثہؓ ۷۰

۲۲۔ تذکرہ حضرت ابومرثد الغنویؓ ۷۱

۲۳۔ تذکرہ حضرت خنیس بن حذافہؓ ۷۲

۲۴۔ تذکرہ حضرت ابوکبشہؓ ۷۳

۲۵۔ تذکرہ حضرت حارثہ بن نعمانؓ ۷۳

۲۶۔ تذکرہ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ ۷۴

۲۷۔ تذکرہ حضرت اسماء بن حارثہؓ ۷۵

۲۸۔ تذکرہ حضرت سائب بن خلادؓ ۷۵

۲۹۔ تذکرہ حضرت سالم بن عمیرؓ ۷۶

۳۰۔ تذکرہ حضرت معاذ بن الحارثؓ ۷۶

۳۱۔ تذکرہ حضرت صفوان بن بیضاءؓ ۷۷

۳۲۔ تذکرہ حضرت عتبہ بن مسعودؓ ۷۸

۳۳۔ تذکرہ حضرت ماعز بن مالکؓ ۷۹

۳۴۔ تذکرہ حضرت کعب بن عمروؓ ۷۹

۳۵۔ تذکرہ حضرت ثابت بن ودیعہؓ ۸۰

۳۶۔ تذکرہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ ۸۰

۳۷۔ تذکرہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ ۸۱

۳۸۔ تذکرہ حضرت ابوعبس بن جبرؓ ۸۲

۳۹۔ تذکرہ حضرت مسعود بن ربیعہؓ ۸۲

۴۰۔ تذکرہ حضرت عمرو بن عوفؓ ۸۴

۴۱۔ تذکرہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ ۸۳

۴۲۔ تذکرہ حضرت حجاج بن عمروؓ ۸۵

۴۳۔ تذکرہ حضرت ثقیف بن عمروؓ ۸۶

۴۴۔ تذکرہ حضرت جعیل بن سراقہؓ ۸۶

۴۵۔ تذکرہ حضرت حرملہ بن عبداللہؓ ۸۶

۴۶۔ حضرت عبداللہ بن البجادین ۸۷

۴۷۔ تذکرہ حضرت حکیم بن عمیرؓ ۸۷

۴۸۔ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۸۸

۴۹۔ تذکرہ حضرت عدی بن عبداللہؓ ۹۰

۵۰۔ تذکرہ حضرت جاریہ بن جمیلؓ ۹۱

۵۱۔ تذکرہ حضرت ابورزینؓ ۹۱

۵۲۔ تذکرہ حضرت حبیب بن یسافؓ ۹۳

۵۳۔ تذکرہ حضرت حازم بن حرملہؓ ۹۳

۵۴۔ تذکرہ حضرت ابوفراس بن کعبؓ ۹۴

۵۵۔ تذکرہ حضرت ماعز المزنیؓ ۹۴

۵۶۔ تذکرہ حضرت عویم بن ساعدہؓ ۹۵

۵۷۔ تذکرہ حضرت جرھد بن خولیدؓ ۹۶

۵۸۔ تذکرہ حضرت اغر المزنی ۹۷

۵۹۔ تذکرہ حضرت سعد بن وقاص ۹۷

مراکز کتاب ھذا (کتابیات) ۱۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی۔ آپ غار حرا میں مصروف عبادت تھے۔ آپ کے پاس فرشتہ آیا، اس نے کہا اقراء۔ پڑھو۔ آپ نے فرمایا ما انا بقاری۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتہ نے آپ کو سینہ سے دبوچا اور پھر کہا اقراء۔ پھر آپ نے وہی کہا وما انا بقاری، دوسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ کو پہلی مرتبہ سے زیادہ ہی اپنے سینہ سے دبوچا اور کہا اقراء۔ پھر فرشتہ نے تیسری مرتبہ پوری قوت سے اپنے سینہ سے دبوچا اور کہا اقراء باسم ربک الذی خلق۔

اس کے بعد آپ کے سر پر سید الانبیاء آخر الزماں کا تاج رکھا گیا۔ اس غیر متوقع واقعہ سے آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے اور اپنی شریک حیات حضرت خدیجہ الکبریٰؓ عنہا سے کہا زمّلونی، زمّلونی۔ مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو۔ جب آپ کی گھبراہٹ دور ہوئی تو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے تسلی بخش الفاظ سے اور ورقہ بن نوفل کے یقین دلانے سے آپ کو مزید اطمینان اور سکون حاصل ہوا اور آپ کو یقین ہوگیا کہ میرے سر پر نبوت کی ذمہ داری ڈالی جارہی ہے۔ مزید اطمینان اور دلی تسلی کے لئے آپ کے شوق میں مزید تقویت پیدا کرنے کچھ دن وحی کا سلسلہ بند ہوگیا۔ پھر حکم الٰہی ہو یا ایھا المدّثر قم فانذر و ربک فکبر (مدّثر) نازل ہوئی تو آپ نے خفیہ طور پر ان سعادت مند لوگوں کو توحید کی دعوت دینی شروع کی جن کی پیشانیوں پر سعادت کے آثار نظر آرہے تھے۔ ان میں سب سے پہلے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ، آپ کے غلام زید، آپ کے چچیرے بھائی حضرت علیؓ اور آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ رضوان اللہ علیھم اجمعین تھے۔

خفیہ دعوت

۳ سال تک آپ نے خفیہ طور پر دعوت کے کام کو جاری رکھا۔ اور اس دعوت کی خبر قریش کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ لیکن قریش نے اس کو قابل توجہ نہیں سمجھا۔ اس خفیہ دعوت سے ایک جماعت تیار ہوگئی۔ پھر حکم الٰہی ہوا وانذر عشیر تک الاقربین۔ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے ڈرایئے تو آپ کوہ صفا کی بلندی پر کھڑے ہوکر قوم کو آواز دی اور ان کے سامنے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا۔

قوم مخالف ہوگئی۔اس کے بعد بازاروں، مجموعوں میں کھلے طور پر اعلان حق ہونے لگا اور قوم کی مخالفت بھی دن بدن بڑھتی گئی۔اور ایمان والوں کو ایذائیں اور تکالیف بھی پہنچاتے رہے حتیٰ کہ آپ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔

تبلیغ و دعوت کا کام چلتا رہا۔حج کے موسم میں جو قبائل حج کو آتے ان کے پاس جاتے اور اپنی دعوت پہنچاتے تو مشرکوں کی ایک جماعت آپ کے پیچھے لگی رہتی جب آپ دعوت دینے سے فارغ ہو جاتے تو یہ اپنا فریضہ انجام دیتے کہتے ''یہ دیوانہ سحر زدہ ہے اس کی بات تسلیم نہ کرو''۔

آپ نے موقعہ پر حکمت سے کام لیا۔رات کے تاریک و پرسکون وقت کا انتخاب کیا۔رات کی تاریکی میں قبائل کے پاس جاتے اور دعوت دیتے۔اس طرح عرب کے قبائل میں اسلام کی آواز پہنچ گئی

ایک رات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ منیٰ کی وادی سے گذر رہے تھے تو رات تاریکی میں کچھ لوگوں کو گفتگو کرتے ہوئے سنا تو آپ ان کے پاس گئے۔اسلام کو پیش کیا تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔یہ لوگ یثرب کے چند باشندے تھے جو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ان لوگوں نے مدینہ جا کر اسلام کو پھیلانے کا وعدہ کیا۔

عقبہ کی پہلی بیعت

اگلے سال ۱۲ سنہ نبوت میں یثرب (مدینہ) سے بارہ آدمیوں کا وفد آیا جن میں سال گذشتہ کے ۵ آدمی تھے باقی ۷ نئے تھے۔جن میں عبادہ بن صاحت بھی تھے ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ میں عقبہ کے پاس ملاقات کی۔آپ نے ان سے چند باتوں پر بیعت لی۔

۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا

۲) چوری نہیں کریں گے۔

۳) زنا نہیں کریں گے۔

۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔

۵) کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے۔

۶) کسی معروف میں میری نافرمانی نہ کریں گے۔

(نوٹ) جو شخص ان مذکورہ باتوں پر عمل کرے گا اس کا اجر و ثواب اللہ کے پاس جنت ہے۔اور جو شخص ان میں

سے کسی کا ارتکاب نہ کرے گا اس پر دنیا میں حد لگا دی جائے گی ۔ وہ آخرت کی سزا کا کفارہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے گناہ پر پردہ پوشی کی جو قیامت میں اللہ چاہے تو سزا دے چاہے بخشا جائے

جب بیعت پوری ہوئی، حج ختم ہو گیا تو ان لوگوں کی درخواست پر ایک معلم کو ان کے ہمراہ کر دیا وہ معصب بن عمیرؓ تھے۔ یہ بزرگ مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے گھر قیام کیا اور ان کے تعاون سے مدینہ کے گھر گھر میں اسلام کی آواز پہنچ گئی۔

عقبہ کی دوسری بیعت

۱۳ سنہ نبوت میں معصب بن عمیرؓ کامیابی کی خوشخبری لے کر مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔آپ کے ہمراہ مدینہ کے ۷۰ مسلمان تھے۔انہوں نے راستہ میں یہ طے کر لیا کہ ہم کب تک اللہ کے رسول کو مکہ میں ٹھوکریں کھاتے اور مشرکوں کی ایذا سہنے کے لئے چھوڑے رہیں گے۔

بہر کیف مکہ مکرمہ میں آنے کے بعد ایام تشریق کی راتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وقت مقرر ہوا۔آپ وقت مقررہ پر منٰی کی گھاٹی میں اپنے چچا عباسؓ کو لے کر پہنچے۔

حضرت عباسؓ نے ان یثربی مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا۔''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پوزیشن ہم میں ہے وہ آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے ان کے مخالفین سے محفوظ رکھا ہے۔وہ اپنی قوم میں عزت ووقار اور طاقت وقوت کے ساتھ ہیں۔اب وہ تمہارے ساتھ ملحق ہونے پر مصر ہیں۔لہٰذا اگر تمہارا خیال ہے کہ تم ان کو جس چیز کی طرف بلا رہے ہو اس کو اچھی طرح نبھا سکو گے اور انہیں ان کے مخالفین سے بچا سکو گے تب تو ٹھیک ہے۔لے جاؤ اگر تم ان کو اپنے پاس لے جانے کے بعد نبھا نہ سکو اور ان کو تنہا چھوڑ دو اور کنارہ کشی اختیار کرنا ہو تو تم ان کو یہیں چھوڑ جاؤ یہ بہتر ہے۔کیونکہ یہ اپنی قوم،اپنے شہر میں عزت وطاقت کے ساتھ ہیں۔'' حضرت عباس کی اس تقریر کے بعد کعبؓ نے عباسؓ سے کہا۔ہم نے آپ کی بات سن لی۔اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کریں اپنے لئے اور اپنے رب کے لئے جو عہد و پیمان پسند کریں فرمائیے۔آپ نے پہلے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی پھر ان کو اسلام کی طرف بلایا پھر مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت لی۔

۱) چستی وسستی ہر حال میں بات سنو گے اور مانو گے۔

۲) تنگی وخوش حالی ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔

۳) بھلائی کا حکم دوگے برائی سے روکو گے۔

۴)اللہ کے معاملے میں کسی عداوت کرنے والے کی عداوت کی پرواہ نہ کریں گے۔

۵)جب میں تمہارے پاس آجاؤں تو میری مدد کرو گے جس طرح تم اپنے مال واولاد کی مدد کرتے ہو

اس پر ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ ہم آپ کی مدد کریں اور آپ کو غلبہ اور قوت حاصل ہوجائے تو ہم کو چھوڑ کر آپ اپنی قوم میں نہ آملیں۔اس پر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا نہیں بلکہ آپ لوگوں کا خون میرا خون، آپ لوگوں کی بربادی میری بربادی۔میں آپ سے ہوں آپ مجھ سے ہیں۔جس سے آپ جنگ کریں میں ان سے جنگ کروں گا جس سے صلح کریں میں ان سے صلح کروں گا۔

ہجرت کا حکم

اس بیعت عقبہ ثانیہ کے تکمیل کے بعد مسلمانوں کو ایک مقام ایک وطن (مدینہ) مل گیا۔آپ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔صحابہ کرام موقعہ بہ موقعہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔اہل مدینہ (انصار) نے ان مہاجرین کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔آخر کار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہجرت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے (ہجرت کی تفصیل کا موقع نہیں ہے)

مسجد اور صفہ کی تعمیر

مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے مسجد کی تعمیر فرما کر اسلامی مرکز قائم کیا۔پھر اس کے ساتھ حجرات ازواج بھی بنائے۔ ان مہاجرین کے لئے جو تنہا ہجرت کر آئے ہیں ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، ان کے رہنے سہنے کے لئے مسجد سے متصل ایک سائبان بنایا جس کو صفہ کہتے ہیں۔ یہ صفہ دین کا اولین مرکز ہے اور اس میں رہنے والے فقراء ومساکین اسلام کے اولین داعی ومبلغ کہلائے۔

صفہ واہل صفہ کی تاریخ

صفہ واصحاب صفہ اسلامی لغت کا ایک متداول لفظ ہے جو ہم کو سیرت اور اسلامی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔
ہم صفہ کو مرکز اسلام اور اصحاب صفہ کو تبلیغ دین ودعوت اسلامی کے اولین داعی وتبلیغ کہہ سکتے ہیں

صفہ کے معنی وہ چبوترہ جو مسجد نبوی کے متصل فقراء اور مساکین کے رہنے بسنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

سنہ ۱۳ نبوت میں ستر (۷۰) سے زیادہ مسلمان یثرب سے مکہ مکرمہ حج کے لئے تشریف لائے اور اسی وادی عقبہ

(منیٰ کی وادی) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اوران یثربی مسلمانوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔ بہرکیف بیعت عقبہ ثانیہ مکمل ہوگئی اس طرح اب مظلوم مسلمانوں کے لئے مدینہ طیبہ میں ایک مضبوط پناہ گاہ مل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی مسلمانوں کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیدیا۔

اس حکم کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ اوراس کے مضافات کے مظلوم مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے اس طرح مہاجرین کی کثیر تعداد مدینہ میں جمع ہوگئی۔ان مہاجرین اولین میں دوقسم کے لوگ تھے۔بعض اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کر گئے انہیں کے ساتھ رہتے تھے دینی مشاغل کے ساتھ تجارت زراعت اور دیگر قسم کے کاروبار کرتے اوراپنے بال بچوں کے خود کفیل تھے۔بعض تن تنہا بے سروسامان نکل کھڑے ہوئے نہ ان کے ساتھ بال بچے تھے نہ کوئی ساز وسامان۔ایسے مہاجرین کو مدینہ طیبہ کے انصار نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔اوران کی میزبانی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔اپنے گھروں میں کھیتی باڑی میں تجارت میں شریک کرلیا۔بعض صحابہ نے تو ایثاروقربانی میں بے نظیر مثال قائم کرتے ہوئے اپنی دو بیویوں میں سے ایک کوطلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ان مہاجرین اولین وانصار کی یوں تعریف کی ہے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُاالدَّارَ وَالْاِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مِنْ هَاجِرِالَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا اُوْتُوا وَيُوثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (حشر)

(ترجمہ) اور(ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر میں یعنی (مدینہ) اورایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اورمہاجرین کو جوکچھ دے دیا اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں کوترجیح دیتے ہیں گوخود کوکتنی ہی سخت حاجت کیوں نہ ہو۔

اسلام دن بہ دن ترقی کرتا گیا،لوگ جوق در جوق دائرہء اسلام میں داخل ہونے لگے۔اپنے وطنوں کو،بال بچوں کو،مال واسباب کوخیرباد کہتے ہوئے مدینہ آبسے۔بیعت عقبہ ثانیہ کے صرف ۳ ماہ بعد ربیع الاول میں بحکم الٰہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابوبکر کی معیت میں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تواب مدینہ اسلام کا مرکز بن گیا۔

مسجد کی تعمیر

ہجرت کے بعد،آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسجد نبوی تعمیر کی۔اس مقدس مسجد کے لئے اس جگہ کا

انتخاب فرمایا جہاں آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیٹھ گئی تھی، یہ ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے ایک میدان تھا جو دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی آپ نے اس کو قیمتاً خریدا اور مسجد بنائی۔ یہ مسجد صرف نماز کے لئے نہیں تھی بلکہ ایک اسلامی یونیورسٹی تھی جس میں مسلمان اسلامی تعلیمات و ہدایات کا درس حاصل کرتے تھے۔ یہ ایک محفل تھی جس میں دور جاہلیت میں مدتوں باہمی نفرت، باہمی کشاکش سے دوچار ہونے والے قبائل اب میل ومحبت سے مل رہے تھے۔ غرض کہ اس مسجد کے آس پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کے لئے حجرے بھی بنوائے، ساتھ میں ان بے وطن فقراء مہاجرین کے لئے (جن کا وہاں نہ کوئی مکان تھا نہ مال واسباب) ان کے رہن سہن کے لئے مسجد ہی سے متصل ایک چبوترہ بنایا گیا جو صفہ کہلاتا ہے۔ اس میں رہنے بسنے والے اصحاب صفہ کہلاتے ہیں۔

جن مہاجرین کو کوئی ٹھکانہ نہ ملتا وہ اس چبوترہ میں آکر پناہ لے لیتے۔ ان کی تعداد میں کبھی اضافہ ہوتا تو کبھی کمی بھی ہوجاتی۔ ان میں سے کوئی بیاہ کرلیتا تو وہ اصحاب صفہ کے زمرہ سے نکل جاتا۔ اپنے اہل وعیال کے ساتھ بود و باش اختیار کرلیتا۔ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں ان کی تعداد ۱۰۰ تک بتائی ہے۔ بعض مورخین وسیرت نگاروں نے ان کی مجموعی تعداد ۴۰۰ تک بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔

ذریعہ معاش

اللہ تعالیٰ کے پاس ان اصحاب صفہ کا بڑا مقام ہے۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الذینَ اُحصِرُو فِی سَبیِل اللهِ لَا یَستَطِیعُونَ ضَرباً فِی الارضِ، یَحسَبُهم الجَاهِلُ اَغْنِیاءَ مِنَ التّعَفُّفِ، تَعرِفُهم بِسِیمَاهِم، لَا یَسئَلونَ الناسَ اِلْحَافاً ،وَمَا تُنفِقُوا مِن خَیرٍ فاِن اللّٰه بِه عَلِیمٌ۔ (البقرة۲۷۳)

ان محتاجوں کو دو جو اللہ کی راہ میں بندھے ہوئے ہیں سفر نہیں کر سکتے۔ (حصول علم دین میں لگے رہنے کی وجہ سے) ناواقف لوگ ان کے نامانگنے کی وجہ سے مالدار سمجھتے ہیں مگر تو ان کو ان کے چہروں سے پہچان لیتا ہے وہ لوگوں سے چمٹ چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان فقراء مہاجرین سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا

ابغونی فی الضعفاء فانما یُنصَرون و تُرزَقون بضعفائکم (ابوداؤد)

تم مجھے (یعنی میری رضامندی کو) ضعیف لوگوں میں تلاش کرو۔ تم کو کامیابی وکامرانی اور رزق تمہارے

کمزوروں کی وجہ سے ملتا ہے(یعنی ان کی دعاؤں سے)

دوسری مسلم کی حدیث میں ہے رَبَّ اَشْعَثُ اَغبَرَمدفُوعُ الابواب لو اَقْسَمَ عَلی اللّٰہِ لَا بَرَّہ (مسلم)بہت سے بندے ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور چہرے گرد وغبار سے اٹے ہوئے ہیں اور جن کو دروازوں سے ہٹا دیا جاتا ہے اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھا لیتے ہیں تو اللہ پاک ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

ترجمہ: عیاض بن سلیمان صحابی رسول روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ملاء اعلیٰ کے فرشتوں نے بتایا کہ میری امت کے اخیار وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت اور اس کی وسعت میں خوش ہو کر خوب زور زور سے ہنستے ہیں۔ اور اللہ پاک کی شدت عذاب سے روتے ہیں۔ صبح شام پاک مقامات (مساجد) میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر جھکا کر سوال کرتے ہیں شروع وآخر میں اپنے دلوں کو اللہ کی طرف مائل رکھتے ہیں۔ اپنے مصارف لوگوں پر کم اور اپنی ذات پر زیادہ لیتے ہیں۔ زمین پر ننگے پاؤں چیونٹیوں کی چال چلتے ہیں۔ اللہ کے پاس وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ قربانیاں کرتے ہیں۔ اپنا نام بندے رکھتے ہیں۔ آبادیوں میں غور کرتے ہیں۔ ان کی ارواح دنیا میں اور دل آخرت میں ان کو آخرت کے سواء کوئی غم نہیں۔ قبر کی تیاری میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ذالک لِمن خاف مقامی و خاف وعید (مستدرک حاکم ۳ جلد ص ۵۵۴ کی روایت ہے)

فاقہ کشی اور وجہ معاش

یہ اصحاب صفہ۔ اسلام کے مبلغ و داعی الی اللہ مہمانان اسلام تھے اور یہ درس گاہ نبوت کے تلامذہ تھے جو شب و روز دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر احکام اسلام و دینی معلومات حاصل کرنے میں جٹے ہوئے تھے لیکن تنگ دستی و تنگ دامنی کا یہ حال تھا کہ کسی کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر نصیب نہ تھا۔ اور کسی کو بھی بیک وقت دو کپڑے میسر نہ تھے۔ ایک ہی چادر میں ستر ڈھانپ لیتے تھے۔ چادر کی تنگی سے بعض صحابہ چادر کے دونوں کناروں کو گردن میں گانٹھ لگاتے۔ کسی کو صرف نصف ساق تک کا کپڑا میسر نہ تھا۔ کبھی اپنے ہاتھوں سے چادر کو سنبھالتے کہ ستر کھلنے نہ پائے، اس فاقہ مستی کے باوجود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔ لا یَسئَلُونَ النّاسَ اِلْحَافاً اس عدم سوال کی وجہ سے جاہل لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں یَحْسَبُهم الجاهِلُ مِن التّعَفّفِ اَغنیاءَ فاقہ مستی سے مجبور ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور آنے جانے والوں سے کسی آیت کا مفہوم یا

کوئی مسئلہ دریافت کرتے (حالانکہ اس آیت کا مفہوم اور مسئلہ خود دوسروں سے زیادہ جانتے تھے) شاید کوئی ہماری کمزور آواز کو پہچان کر کچھ کھلا پلا دے۔ کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے تو لوگ کہتے کہ یہ تو دیوانے اور مجنوں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' جو اصحاب صفہ میں سے تھے اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بھوک سے نڈھال ہو کر مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا اور مجھ پر گذرنے والوں سے آیت کا مفہوم دریافت کرتا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنھما کا مجھ پر سے گذر ہوا اور میں نے آیت کا مفہوم پوچھا وہ بتا کر چلے گئے۔ بعد ازاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو میں نے آپ سے بھی آیت کا مفہوم پوچھا ماشاء اللہ آپ تو صاحب فراست تھے، آپ نے فوراً میری حالت زار کو پرکھ لیا اور کہا اچھا تم میرے ساتھ چلو اس آیت کا مفہوم بتا دوں گا۔ چنانچہ آپ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں دودھ کا ایک پیالہ موجود پایا۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے۔ بتایا گیا کہ فلاں شخص نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے۔ تو آپ نے ابو ہریرہ سے کہا تم جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ اب مجھے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، چنانچہ میں گیا اور سب کو بلا لایا۔ جب سب اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا ''یہ پیالہ اٹھاؤ اور سب کو پلاؤ۔ تو میں یکے بعد دیگرے اصحاب صفہ کو ان کے سیراب ہونے تک پلاتا رہا، جب سب سیراب ہو گئے تو آپ نے اپنے دست مبارک میں پیالہ لیا اور مسکرانے لگے۔ ابو ہریرہ اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اِشْرَبْ پی مشربت میں نے پی لیا۔ آپ نے فرمایا اشرب۔ مشربت حتی قلت لا والذی بعثك بالحق لا احد ملكا۔ حتی کہ میں نے کہا قسم اس خدائے پاک کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میرے پیٹ میں کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ میرا پیٹ مٹکے کی طرح ہو گیا (بخاری۔ وفاء الوفاء جز اول ص ۳)

اصحاب صفہ کی فاقہ کشی کا ایک واقعہ وفاء الوفاء نے نقل کیا ہے۔

فضالتہ بن عنیبہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ قوم کے فاقہ مست لوگ فاقہ کی وجہ سے گر پڑے تو دیہاتی لوگ کہنے لگے یہ لوگ دیوانے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے پاس آئے اور فرمایا اگر تم جان لیتے کہ اللہ کے پاس ان کا کیا مرتبہ ہے تو ان فقراء کی حاجت پورا کرتے۔

دوسری روایت یوں آئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، انہوں نے کہا مجھ پر تین دن گذر گئے کچھ نہیں کھایا پس میں صفہ کا ارادہ کرتا ہوا آیا کہ گرنے لگا بچوں نے پکارا ابو ہریرہ گریں گے یہاں تک کہ صفہ تک پہنچ ہی گیا پس میں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا۔ آپ کے پاس ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ نے اہل صفہ کو بلایا۔ میں نے آنے میں تاخیر کردی۔ لوگ کھا کر اٹھ گئے پیالہ میں کچھ نہ بچا آپ نے اپنی انگلیوں سے پیالہ کے اطراف لگے ہوئے ثرید کو اپنی انگلی پر جمع کیا وہ ایک لقمہ بن گیا۔ آپ نے مجھ سے کہا بسم اللہ کھاؤ۔ میں کھاتا گیا حتّٰی کہ سیراب ہوگیا۔

خیر و برکت کے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً اس کتاب میں مطالعہ فرمائیں گے۔ آپ ہمیشہ اہل صفہ کا خیال رکھتے تھے جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو فوراً اہل صفہ کو بلا کر دے دیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا اے عائشہ مساکین سے محبت رکھ اور ان کو اپنے پاس قریب کر لے، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تجھے اپنے سے قریب کرے گا۔

وجہ معاش کا دوسرا ذریعہ

انصار مدینہ کے کھجور کے باغات تھے۔ اپنے باغات میں پکی ہوئی کھجور کی شاخیں مسجد کی چھت سے لٹکاتے تھے جو ٹپک ٹپک کر گرتی تو ہم اٹھا اٹھا کر کھالیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فقراء مہاجرین کو انصار میں تقسیم فرمادئے کہ ان کی مہمانی کریں۔ ہر ایک انصاری اپنی اپنی وسعت و طاقت کے مطابق دو دو تین تین کو اپنے ساتھ لے جاتے حضرت سعد بن عبادہؓ بڑے مالدار و فیاض بھی تھے وہ اپنے ساتھ آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں کو لے جاتے تھے۔

ان فقراء مہاجرین کی ایک جماعت ایسی بھی تھی جو دن میں جنگل سے لکڑیاں لاتی اور اصحاب صفہ کے کھانے کا انتظام کرتی اور رات میں اللہ کی عبادت میں گذارتی، ایک جماعت دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر مسائل دینیہ حاصل کرتی انہیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

"وفی الیل رُھبانٌ و فِی النَھار فُرسان"۔ رات میں راہب بن جاتے ہیں، اور دن میں شہ سوار۔ اس قسم کے خیر و برکات کے واقعات صاحب وفاء الوفاء نے جلد اول میں بہت نقل فرمائے ہیں۔ حضرت العلام مولینا عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری اصحاب صفہ کے متعلق مراعاۃ جلد دوم ص ۲۲۳ میں رقم طراز ہیں شہداء بئر معونہ اصحاب صفہ میں سے یہ بہترین اللہ والے بزرگ تھے جو قرآن پاک و دینی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ یہ

وہ مقدس جماعت تھی جو مسلمانوں کے مصائب کے وقت ان کی دعائیں اہل اسلام کے لئے پشت و پناہ کا کام دیتی تھیں۔ یہ مسجد نبوی کو حقیقی طور پر آباد کرنے والے تھے۔ جنگ و جہاد کے موقع پر شیروں کی طرح میدان کارزار میں کود پڑتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو براء ملاعب الاسنہ (تیروں سے کھیلنے والا) کی درخواست اور داعیان اسلام کو پناہ دینے کے وعدہ پر اصحاب صفہ کے بہترین قاری و فاضل ستر بہادروں کو منذر بن عمرو کی سرداری میں روانہ کردیا بیرٔ معونہ کے موقع پر پہنچ کر رعل و ذکوان کے لوگوں نے ان سے غداری کی او دھوکہ سے قتل کردیا۔ جس کا حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ ہوا، ایک ماہ تک نماز فجر میں دعائے قنوت میں ان کے لئے بد دعا فرمائی۔ ۔انا لله وانا اليه راجعون۔

(نوٹ) اصحاب صفہ میں خلفاء راشدین وعشرہ مبشرہ اور چند صحابہ شامل نہیں تھے سوائے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے۔

--- ☆ ---

النجوم اَمَنةُ بسَماء ا ذا ذَهبت اِلنجوَمُ اتى السَماءً ماتُوَعَد۔ اَنا اَمتة لِاَصحابى فاذا ذهبتُ اتىٰ على اصحابى مَا يو عدون۔ واصحابى امنه لامتى فاذا ذهب اصحابى اتٔ امتى ما يوعدون (مسلم)

ستارے باعث امن ہیں۔ آسمان کے لئے جب ستارے چلے جاتے ہیں تو آسمان پر تباہی آتی ہے۔ میں اپنی امت کے لئے باعث امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر بلائیں اور آزمائشیں آئیں گی۔ میرے صحابہ میری امت پر باعث امن ہیں۔ جب صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر مصائب آن پڑیں گے۔

چند اصحاب صفہ کے حالات اور ان کے کارنامے

۱۔ابوالیقظان حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما۔

آپ کا نام عمار، والد کا یاسر اور والدہ کا سمیہ تھا۔یمن آپکا وطن تھا۔آپ کے والد یاسر اپنے مفقود الخبر بھائی کی تلاش میں دوسرے دو بھائی حارث و مالک کے ساتھ مکہ آئے۔حارث و مالک تو واپس ہو گئے۔ یاسر مکہ ہی میں ٹھہر گئے۔قبیلہء بنومخزوم سے حلیفانہ تعلق پیدا کر کے انہیں کی ایک لونڈی سمیہ سے نکاح کر لیا حضرت عمار انہی کے بطن سے ہیں۔ابوحذیفہ نے ان دونوں کو بچپن ہی میں آزاد کر کے باپ بیٹے کو محبت کے ساتھ اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

اسلام : ابوحذیفہ کی وفات کے بعد جب اسلام دن بدن پھیلنے اور ترقی کرنے لگا تو ایک دن عمار نے صہیب کو دار ارقم (جو اس وقت اسلام کا مرکز تھا) کے دروازہ پر دیکھا تو پوچھا صہیب تمہارے یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد ہے۔صہیب نے کہا پہلے تم بتاؤ،تو عمار نے کہا میرا ارادہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں سنوں۔

صہیب نے کہا میرا بھی یہی مقصد ہے۔چنانچہ دونوں بیک وقت مسلمان ہو گئے۔

عمار بے یار و مددگار غریب الوطن تھے ان کی والدہ سمیہ ابھی بنومخزوم کی غلامی میں تھیں۔اس مختصر غریب الوطن خاندان کو مشرکوں نے قسم قسم کی ایذائیں و تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ابوجہل ظالم نے حضرت سمیہ کو وحشیانہ طور پر نیزہ مار کر شہید کر دیا۔(یہ اسلام کی پہلی شہیدہ خاتون تھیں) انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللّٰھم اغفر لھا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت عمار پر ہوا۔مشرک انہیں آگ کے انگاروں پر لٹا کر عذاب دے رہے تھے۔ آپ نے حضرت عمار کے سر پر دست مبارک پھیر کر کہا۔'یا نار کونی برداً و سلا ماً علیٰ عمار کما کنت علی ابراھیم ' اے آگ عمار پر ایسی ٹھنڈی ہو جا جیسے تو ابراہیم پر ہوئی تھی۔

ایک دفعہ مشرکوں نے آپ کو گہرے پانی میں اس قدر غوطے دئے کہ آپ بے دم ہو گئے ایسی حالت میں مشرکوں نے آپ سے جو چاہا کہلوا لیا۔تب جا کر ان ظالموں سے نجات ملی تو آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے دربار رسول میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عمار کیا خبر لائے ہو۔عمار نے کہا کہ بہت بری خبر لایا ہوں۔ چنانچہ عمار نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا،تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے دل کو کیسا پایا۔میرا دل ایمان پر مطمئن تھا تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَن کَفَر باللہ بعد ایمانہ لا من اکرہُ و قلبہ مطمئن باالایمان (سورہ

النمل) جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر پر مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو اللہ کے پاس ماخوذ نہ ہوگا

تعمیر مسجد : تعمیر مسجد نبوی میں صحابہ اکرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہر شخص ایک ایک اینٹ لاتا تھا لیکن حضرت عمار دو دو اینٹ لاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت آپ کے سر سے گرد و غبار دور کرتے ہوئے فرمایا افسوس عمار تم کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ آپ نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔ باطل سے جنگ کی۔

غزوات : غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک جتنے معرکے پیش آئے سب میں شریک ہو کر برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ جنگ جمل اور جنگ حنین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ لوگ آپ کو دیکھ کر آپ جس جانب ہو تے تھے اس جانب چلے آتے تھے۔

جنگ صفین میں ایک شام جنگ بہت زوروں پر جاری تھی، حضرت عمار نے دودھ کے چند گھونٹ حلق سے نیچے اتارے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا "اے عمار دودھ کے چند گھونٹ تیرے لئے دنیا کا آخری توشہ ہوگا"۔ یہ کہتے ہوئے صف میں گھس پڑے اور کہا آج میں اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دوستوں سے جا ملوں گا۔ اسی وقت ابن الغاویہ نے آپ کو نیزے سے چھید کر زمین پر گرا دیا۔ ایک دوسرے شامی نے آگے بڑھ کر آپ کا سر تن سے جدا کر دیا۔ دونوں جھگڑتے ہوئے اس کو اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھ کر معاویہ کے پاس پہنچے اس موقعہ پر حضرت عمرو بن العاص حضرت عمار کی شہادت سے بے حد متاثر ہوئے، اور کہا یہ دونوں جہنم کے لئے جھگڑا کر رہے ہیں۔ چاہتے تھے امیر معاویہ کا ساتھ چھوڑ کر حضرت علی سے جا ملیں لیکن حضرت معاویہ نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

جب حضرت علیؓ کو عمار کی شہادت کی خبر ملی تو سرد آہ بھر کر کہا اللہ عمار پر رحم فرمائے عمار اور حق دونوں لازم و ملزوم تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو الطیب المطیب فرمایا۔ (اسد الغابہ تذکرہ عمار بن یاسر) آپ نے ۹۱ سال کی عمر پائی۔ حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہمیشہ کے لئے کوفہ کی سرزمین میں مدفون ہو گئے (صاحب وفاء الوفاء نے حلیۃ الاولیاء میں حاکم نے مستدرک میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے)

الاصابہ۔ ترجمہ اسد الغابہ

۲۔حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہٗ

آپکا نام عامر، کنیت ابوعبیدہ، لقب امین الامت، والد کا نام عبداللہ، دادا کی طرف منسوب ہوکر ابوعبیدہ جراح کہلائے۔

اسلام : حضرت ابوعبیدہ۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت وتبلیغ سے اسلام قبول کیا۔اسلام قبول کرنے کے بعد قریش کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ابوعبیدہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور سعد بن معاذ کے بھائی بن گئے، مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے ترک وطن پر بھی چین نہیں آیا۔ مقام بدر میں مسلمانوں کو مبارزت اور مقابلہ کی دعوت دی۔غزوہ بدر اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔حضرت ابوعبیدہ غزوہ بدر میں شریک ہوکر اپنی شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔اس جنگ میں آپ کے والد بھی کافروں کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔اپنے لخت جگر ابوعبیدہ کو نشانہ بنانا چاہا۔لیکن کامیاب نہیں ہوسکے۔ابوعبیدہ نے دیکھا ان کے والد ان کو نشانہ بنانے سے باز نہیں آرہے ہیں۔محبت الٰہی کی جوش میں ایک ہی وار میں ان کا خاتمہ کردیا۔اللہ اکبر۔توحید ومحبت الٰہی کے مقابلہ میں نسبی تعلق ہیچ ہے۔انکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَجِدُ قَوماً يُّو مِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَومِ الاٰخِرِ يُوادّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (مجادلہ)

تم ایسی قوم کو جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتی ہے۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کر نے والوں کو دوستی کرنے والے نہ پاؤ گے اگرچہ ان کے باپ ہو بھائی یا کنبہ والے کیوں نہ ہوں یہی وہ مسلمان ہیں جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہے۔ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اللہ ان سے راضی ہے یہ اللہ سے راضی ۔ یہ اللہ کی فوج ہے۔سن لو اللہ کی فوج ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

غزوہ بدر میں اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے آپ شیبہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ، ولید کے مقابلہ میں اور حضرت حمزہ عتبہ کے مقابلہ میدان کارزار میں کود پڑے ۔حضرت علیؓ اور حمزہ نے اپنے اپنے مقابل کو واصل جہنم کردیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ زخمی ہو گئے۔ حمزہؓ اور علیؓ آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عبداللہ بن قمہ نے ایک زوردار تلوار کا حملہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ کی دوہری زرہ ٹوٹ گئی۔ سر مبارک زخمی ہوا خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرہ مبارک میں دھنس گئیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے باصرار اپنے دانتوں سے پکڑ کر ان کڑیوں کو کھینچ کر باہر نکالا۔ لیکن ابوعبیدہ کے اگلے دو دانت شہید ہو گئے۔ غزوات اسلامیہ میں آپ کے کارنامے روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔

امین الامت کا لقب : سنہ ۹ ہجری میں جب اہل بخران مملکت اسلامیہ سے جزیہ پر صلح کر لی، جزیہ کے مال کے لئے درخواست کی کہ کسی امانت دار کو بھیجئے تا کہ ہم ان کو جزیہ کا مال حوالہ کر دیں۔ اس موقع پر آپ نے حضرت ابوعبیدہ ہی کو روانہ کیا، یہ امین الامت کہلائے۔

اہل نجران کی تعلیم اوران کے خصومات کے فیصلہ کے لئے بھی آپ نے ابوعبیدہ ہی کا انتخاب فرمایا۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سنہ ۱۷ ہجری میں دمشق فتح ہوا، تو آپ نے ابوعبیدہ ہی کو اس کا والی مقرر فرمایا۔ آپ نے ملک شام میں بہت کچھ اصلاح فرمائی۔

سنہ ۱۸ ہجری تمام ممالک مقبوضہ اسلامیہ میں قحط پھیل گیا تو رعایا کے انتظام وانصرام اور قحط زدہ علاقوں کی اصلاح کے لئے دمشق کا ارادہ کیا تو مقام سرخ میں آپ نے سرداران لشکر کے ساتھ خلیفہ کا استقبال کیا۔ اس وقت طاعون میں شدت پیدا ہو چکی تھی۔ صحابہ اکرام کے مشورہ سے حضرت عمرؓ سفر ملتوی کر کے مدینہ واپس ہوئے اور حضرت ابو عبیدہ کو حکم دیا کہ تم اپنی فوج کو لے کر کسی صحت منداور بلند مقام پر پڑاؤ ڈالو۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے مشورہ سے مقام جابیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اللہ کی مرضی آپ اسی طاعون میں مبتلا ہو گئے انا للہ ،آپ کے حالات اور کارناموں کے لئے ایک بسیط دفتر کی ضرورت ہے۔ اللھم اغفر لہ (اصابہ۔ مترجم اسد الغابہ)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

نام وجہ تسمیہ :اسلام سے قبل باپ کا رکھا ہوا نام عبدالشمس تھا۔ قبول اسلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا۔ آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا، جو یمن کے نواح میں آباد تھا جس کا سردار طفیل بن عمرو دوسی۔ جو علم ودانش میں مشہور اور بڑا مد بر شاعر تھا۔

ابوھریرہ کی وجہ تسمیہ: خود ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بلّی پال رکھی تھی شب کو ایک درخت کے کھوہ میں بٹھا دیتا صبح جب بکریاں چرانے جاتا تو اس کو ساتھ لے جاتا اور دن بھر اس کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا اسی بنا پر میرا نام ابوھریرہ ہو گیا۔ بلیوں سے بڑی محبت تھی۔ بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تھا تو گویا بچپن ہی سے فقر و فاقہ کی زندگی کے عادی تھے۔ روٹی کپڑے کے لئے بسرہ بنت غزوان کے گھر ملازمت اختیار کر لی تھی۔ کام صرف یہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر نکلے تو سواری کی لگام پکڑ کر ننگے پاؤں ساتھ ساتھ دوڑتا رہے۔ قدرت الٰہی، یہی عورت آپ کے نکاح میں آئی تو آپ نے بھی اس سے یہی کام لیا۔

اسلام اور ہجرت: ابو ہریرہ کا ہم قبیلہ طفیل بن عمرو دوسی ہجرت عظمٰی سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں قرآن پاک کے معجزانہ سحر سے مسحور ہو کر اسلام قبول کر چکا تھا۔ اسلام لانے کے بعد اپنے قبیلے میں اس کی دعوت و تبلیغ بھی شروع کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا دعا فرمایئے کہ میرا قبیلہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ آپ نے دعا فرمائی اللھم اھدِ دوساً واتِ منھم۔ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت نصیب فرما اور ان کو یہاں میرے پاس لے آ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۷ ہجری میں اپنے قبیلہ کے ۸۰ (اسّی) خاندان والوں کو لے کر مدینہ طیبہ آئے تو معلوم ہوا کہ آپ خیبر میں یہودیوں کے خلاف مصروف پیکار ہیں۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ بھی اپنے غلام کے ساتھ تھے۔ اتفاقاً غلام فرار ہو گیا۔ آپ دربار رسول میں پہنچ کر اسلام قبول فرمایا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا غلام فرار ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دیکھو تمہارا غلام بھی آ گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کو للہ آزاد کر دیا۔ راستہ میں شوق جذبہ سے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

یا لیلته طو لھا و عنا ئحبا

علیٰ انھا من ادۃالکفر نجت

اے درازی شب و اس کی منفعت و تکلیف۔ جس نے مجھے کفر کی دنیا سے نجات دے کر اسلام میں داخل کیا۔

والدہ کا اسلام: اسلام لانے کے بعد یہ فکر لاحق ہوئی کہ کسی طرح اپنی والدہ محترمہ کو بھی اس سعادت میں شریک کر لوں۔

ایک دن ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے شانِ نبوت کو سب و شتم سے کام لیا اور نازیبا الفاظ استعمال کئے جس سے آپ کبیدہ خاطر ہو کر روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر والدہ کے اسلام لا

نے کی دعا کی درخواست کی۔آپ نے فوراًدعا کی۔جب آپ گھر پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے اوراندر غسل کرنے کی آواز معلوم ہورہی ہے۔غسل سے فارغ ہوکراندر بلایااور’’ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہٗ ‘‘ سے استقبال کیا۔یہ بہت خوش ہوئے فوراًواپس ہوکررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ محترمہ کے اسلام لانے کی خوشخبری سنائی۔

طلب علم کا شوق : آپ کوعلم کی بڑی تلاش تھی اور یہ طلب حرص کی شکل اختیار کرلی۔ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کے روز زیادہ سے زیادہ شفاعت کا حقدار کون ہوگا۔تو آپ نے فرمایا ابوھریرہ تمہاری حرص علی الحدیث کو دیکھ کرخیال ہوا۔یہ سوال تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا۔اسی شوق کی وجہ سے آپ ہمہ وقت دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹے رہتے تھےاور فقرو فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے جب کہ دوسرے صحابہ کرام معاش کی خاطر کاروبار،کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے۔فقرو فاقہ کی وجہ بعض وقت بے ہوش بھی ہوجاتے تھےتو ناواقف لوگ آپ کودیوانہ اورمجنوں کہتے تھے۔جب آپ فاقہ کشی سے تنگ آجاتے ہیں تو مسجد کے دروازہ پرکھڑے ہوکرآنے جانے والے مصلیوں سے کوئی آیت یا کوئی مسئلہ دریافت کرتے۔اگروہ آپ کے فاقہ کوسمجھ جاتا تو کھلا پلا دیتا،ورنہ وہ آیت اورمسئلہ بتا کرآگے بڑھ جاتے۔اس طرح کا ایک مرتبہ کے فاقہ مستی کا واقعہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کی فاقہ مستی کوایک پیالہ دودھ سے کس طرح دور کیا تھا۔

کثرت روایت :لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ احادیث بیان کرتا ہے تو سنو۔اس کے دوسبب ہیں۔ایک میں نے ایک بارآپ سے شکایت کی حضورصلی اللہ علیہ وسلم میں جوکچھ سنتا ہوں وہ بھول جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا۔ابوھریرہ اپنی چادر پھیلاؤ،تومیں نے اپنی چادرآپ کے سامنے پھیلادی تو آپ نے کچھ پڑھا اورکہا اپنے سینے سے لگالوتو میں نے لگالیا۔اس کے بعد سے میں کوئی چیز بھول نہ سکا۔دوسرا سبب یہ ہے کہ انصارومہاجرین اپنے اپنے کسب معاش میں مصروف رہتے تھےاورمیں اپنے شکم پری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درپرصبح وشام پڑارہتا تھا،صبح شام کے پیش آمدہ مسائل سے واقف ہوجاتا تھا۔اس طرح آپ کی جملہ مرویات پانچ ہزار سے زائد ہیں جلیل القدرصحابہ نے بھی جیسے ابن عباس،ابن عمر،انس وغیرہ ۸۰۰ راویوں نے آپ سے احادیث کی روایت کی ہے۔

امارت : حضرت عمرؓ نے آپ کو بحرین کا عامل بنایا اس کے بعد سے آپ کے فقر و فاقہ کی زندگی ختم ہوگی۔ جب بحرین سے واپس ہوئے تو دس ہزار روپیہ آپ کے پاس موجود تھے حضرت عمرؓ نے ان سے سخت احتساب کیا اور پوچھا اتنی بڑی رقم تمہیں کیسے ملی۔ فوراً جواباً عرض کیا گھوڑیوں کے بچوں، غلاموں کے ٹیکس سے حاصل ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس واقعہ کو سچ پایا تو پھر دوبارہ بحرین کی امارت پر واپس کرنا چاہا۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ نے صاف انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے وجہ پوچھی تو کہا مجھے تین باتوں کا ڈر ہے

۱۔ بغیر علم کے کچھ کہوں۔

۲۔ بغیر حجۃ شرعیہ کے کوئی فیصلہ کروں۔

۳۔ مارا جاؤں میری آبرو ریزی کی جائے و نیز مال چھینا جائے۔

حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں، امور حکومت سے الگ ہی رہے۔ لیکن محاصرہ کے وقت حضرت عثمان کے گھر موجود تھے اور کچھ دیگر صحابہ بھی تھے سب کو خطاب کر کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میرے بعد فتنہ اور بہت اختلاف دیکھو گے، صحابہ نے پوچھا اس وقت ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو امن اور اس کے حامیوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یہ کہتے ہوئے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا۔

اس فتنہ عام کے بعد اکثر محتاط صحابہ گوشہ نشین ہو گئے بعضوں نے آبادی کو ترک کر کے صحرا نشین ہو گئے، آپ بھی فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے بادیہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر ان فتنوں کے بعد امیر معاویہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں مروان کے نائب نظر آتے ہیں۔

عبادت : شب بیداری ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپکا کنبہ صرف تین افراد پر مشتمل تھا ایک خود۔ دوسرا اپنی بیوی تیسرا غلام۔ رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے باری باری سے ساری رات گھر میں عبادت ہوتی تھی۔ ہر ماہ کے شروع میں تین روزے رکھتے تھے۔

علالت و وفات : مدینہ طیبہ میں بیمار ہو گئے۔ صحابہ کرام عیادت کے لئے تشریف لاتے آپ موت کے بعد پیش آنے والے حالات و منازل کا تصور کر کے رویا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے سفر طویل ہے اور زادہ راہ قلیل۔ صحابہ کی جماعت میں بڑے حفاظ الحدیث تھے حالانکہ آپ کو حضور کے ساتھ صرف ۳ سال کی مدت حاصل ہوئی لیکن اس مختصر مدت میں صبح شام آپ کے ساتھ چمٹے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مروان کو ان کی کوئی بات ناگوار گذری تو اس

نے ان سے غصہ کی حالت میں کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوھریرہ بہت زیادہ احادیث بیان کرتے ہیں حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ پہلے مدینہ آئے تھے۔اس کے جواب میں آپ نے فرمایا جب میں مدینہ میں آیا تو آپ اس وقت خیبر میں تھے۔اس وقت میری عمر ۳۰ سال کی تھی۔ازواج مطہرات کے گھروں میں آیا جایا کرتا تھا۔آپ کی خدمت میں لگا رہتا تھا۔جنگوں میں آپ کے ساتھ شریک رہتا تھا۔آپ کی صحبت میں حج بھی کیا بنا بریں میری معلومات دوسروں سے زیادہ ہیں۔

امتحان :ایک دن مروان نے آپ کو امتحان کے غرض سے اپنے دربار میں طلب کیا اور اپنے کاتب کو تخت کے نیچے بٹھایا اور آپ سے حدیثوں کے متعلق سوالات شروع کر دئے۔یہ بیان کرتے جاتے تھے ادھر کاتب لکھتا جاتا تھا جس سے آپ لاعلم تھے۔دوسرے سال پھر اس طرح امتحان لیا تو اس مرتبہ بھی انہوں نے بلاکم وکاست وہی جواب دئے جو ایک سال پہلے دئے تھے۔ترتیب والفاظ تک کا فرق نہیں تھا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد طویل عمر پائی۔ولید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور جنت البقیع میں یہ حافظ الحدیث کا روشن ستارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ اصحاب صفہ کے سرخیل تھے۔(مستدرک حاکم)

۴۔حضرت خباب بن الارتؓ

امام حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

نام : آپکا نام خباب،کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام ارت،زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں فروخت کئے گئے۔

اسلام : آپ زمانہ ابتداء اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں پناہ لینے سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔آپکا مسلمانوں میں چھٹا نمبر ہے اسی واسطے آپ کو سدس الاسلام کہا جاتا ہے۔

ابتلات :ابتداء اسلام میں کسی کا اپنے اسلام کو ظاہر کرنا آزمائشوں کو دعوت دینے کے برابر تھا۔بڑے سے بڑا باوثوق شخص بھی اظہار اسلام کے بعد آزمائشوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا۔مال و دولت۔ننگ وناموس۔عزت و عصمت سب سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔یہ تو غلام تھے۔انکے خدائے واحد کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں تھا۔ان

کومشرکوں نے ایسی عبرت ناک سزائیں دیں جوانسانی شقاوت کی آخری حد ہے۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر ننگی پیٹھ پرلٹا کر ایک بھاری پتھر رکھ کر ایک آدمی اس پر ایک پیر رکھ کر کھڑا ہوتا تا کہ حرکت نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ ان کے زخموں کی رطوبت سے آگ کے انگارے خودبخود سرد پڑ جاتے تھے۔

جسمانی سزاؤں سے ان کوتسلی نہ ہوتی تو مالی نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ عاص بن رائل کے ذمہ ان کا کچھ قرضہ تھا۔ جب یہ تقاضا کرتے تو جواب دیتا کہ جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرو گے اس وقت تک تم کوتمہارا روپیہ نہیں مل سکتا۔

تو حضرت خباب نے جواب دیا جب تک تم مرکر پھر دوبارہ زندہ نہ ہوں گے میں انکار نہ کروں گا۔تو وہ کہتا ہےتو اچھا جب میں مرکر زندہ ہونگا تو مجھے وہاں میرا یہ مال وزر ملے گا تو تم کو وہاں دوں گا اس پر قرآن پاک کی آیات کا نزول ہوا۔اَفَرَئَیتَ الّذِیْ کَفَرَ بِاٰیاتِنَا وَقَالَ لَاُوْتِیَنَّ مالًا وّ وَلَدا اَطّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَھْداً کُلَّا سَنَکْتُبُ ما یَقُوْلُ وَنَمُدُّلَہٗ من العَذَاب مَدَّۃً وَنَرِ ثُہٗ مَا یَقُوْلُ وَ یَاْتِیْنَا فَرْدَاً (مریم) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیات سے انکار کیا اور کہا کہ قیامت میں بھی مجھ کو یہ مال واولاد ملے گی کیا اس کوغیب کی اطلاع ہوگئی ہے یا اس نے خدا سے عہد لیا ہے ہرگز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اس کولکھ لیتے ہیں اوراس کوعذاب میں ڈھیل دیتے ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہیں یہ تنہا ہمارے سامنے لایا جائے گا۔

ہجرت ومواخاۃ : مدتوں تک مکہ میں رہ کر مصیبتوں کوجھیلتے رہے۔آخرکار جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے بھی لوجہ اللہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے۔اورخراش بن صمہ کے مواخاتی بھائی بن گئے۔ہجرت کے بعد شروع ہونے والے تمام غزوات میں شریک رہے۔

حضرت عمرؓ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ یہ جب حضرت عمرؓ سے ملنے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان کونہایت عزت و احترام سے اپنے مسند پر بٹھایا اور کہا آپ کے علاوہ ایک اور شخص بھی ہیں جو اس مسند کے مستحق ہیں۔حضرت خباب نے پوچھا وہ کون ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا بلالؓ۔تو اس کا جواب خباب نے دیا وہ مجھ سے زیادہ مستحق کیسے ہو سکتے ہیں جب ان کے تو مشرکوں میں بہت سے ہمدرد و مددگار بھی تھے میرا کوئی نہیں تھا سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے۔اس کے بعد اپنے مصائب کا ذکر کرنے لگے۔

علالت : کوفہ میں بیمار ہوگئے۔علاج کے سلسلے میں اپنے پیٹ پر سات داغ لگوائے۔''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق مرض میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔شدت دردو تکلیف سے فرماتے تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی دعا کرنے سے منع نہ کرتے تو موت کی تمنا کرتا اور دعا کرتا۔آخر کار آپ کے سامنے آپ کا کفن لایا گیا۔

اس کو دیکھ کر آپ کے آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے اور فرمایا حمزہ شہید ہوگئے وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن ان کو کفن کے لئے کپڑا ابھی میسر نہ ہوا ایک چھوٹی سی چادر تھی پیر ڈھانپتے تو سر کھلتا اگر سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتے آخر سر ڈھانپ کر پیر پر گھاس ڈالی گئی۔

وصیت و وفات : اہل کوفہ عموماً اپنے مردوں کو شہر کے اندر ہی دفناتے تھے۔لیکن آپ نے وصیت فرمائی مجھے کوفہ سے باہر دفنایا جائے۔آپ کی وصیت کے مطابق شہر سے باہر دفنایا گیا۔آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے بعض روایات میں سنہ ۳۷ھ حضرت علیؓ کے دور حکومت میں جنگ صفین سے واپس ہونے پر آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے بہت افسوس کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔بعض روایات میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت سنہ ۱۷ھ میں وفات ہوئی، حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ نے ۷۲ سال کی عمر پائی۔انا للہ وانّا الیہ راجعون۔

عبادت : آپ کو عبادت کا بڑا شوق تھا۔آپ کی دلی خواہش ہوتی کہ ان کی عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے مطابق ہو۔اس غرض سے رات رات بھر جاگ کر آپ کی عبادت کا مشاہدہ کرتے تھے۔ایک رات آپ نے بڑی طویل نماز پڑھی تو آپ نے ارشاد فرمایا رات میں نے اللہ سے تین دعائیں کیں۔ان میں دو مقبول ہوئیں اور ایک رد۔دو جو مقبول ہوئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔اے اللہ پاک میری امت کو اس عذاب سے ہلاک نہ کرنا جس سے تو نے اگلی امتوں کو کیا تھا۔

۲۔دشمنوں کو مجھ پر غلبہ نہ دینا۔

۳۔میری امت اختلاف و نفاق پیدا نہ کرے ۔اور یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔

(الاصابہ مترجم اسد الغابہ)

۵۔حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ

نام زید۔ ابوعبدالرحمٰن کنیت، یہ حضرت عمرؓ کے سوتیلے بھائی تھے، عمر میں حضرت عمرؓ سے بڑے تھے۔ شروع شروع میں خطاب کا گھر عمر کی اسلامی عداوت کی وجہ سے ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ نور ہدایت سے دور تھا۔ زید عمر سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے بھی دیگر مسلمانوں کی طرح مشرکوں سے اذیت پائی تھی۔ اجازت کے بعد مہاجرین کے پہلے قافلہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور حصن بن عدی کے مواخاتی بھائی بن گئے۔ غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہو کر شجاعت کے جوہر دکھائے۔ میدان جنگ میں زرہ کے بغیر ننگے بدن آتے تھے۔ حضرت عمرؓ سے بڑی محبت تھی۔ ایک مرتبہ قسم دلا کر زرہ پہننے پر مجبور کیا۔ مجبوراً پہن کر تھوڑی دیر بعد اتار دیا۔ دریافت پر بڑا جوشیلا جواب دیا کہ مجھے بھی تمہاری طرح شہادت کا شوق ہے۔ بیعت رضوان میں بھی حصہ لیا۔ حجۃ الوداع میں آپ کے ہم رکاب تھے۔ عہد صدیقی میں جب ارتداد کے فتنہ نے سر اٹھایا تو ان کی سرکوبی کے لئے تلوار سونت کر میدان میں کود پڑے متعدد مرتدوں کو واصل جہنم کر کے جام شہادت نوش فرما لیا، اور اپنی دلی مراد کو حاصل کر لیا۔

جب حضرت عمرؓ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو رنج و غم کا اظہار فرمایا اور جب کبھی کوئی مصیبت پیش آئی تو فرماتے سب سے بڑا داغ زید کی شہادت کا تھا، اس کو اٹھایا اور صبر کیا۔ خدا زید کی مغفرت فرمائے وہ دو نیکیوں میں مجھ سے سبقت لے گئے مجھ سے پہلے اسلام لائے اور مجھ سے پہلے شہادت پائی۔

(الاصابہ ص۴۶۹ جلد۲ مترجم اسد الغابہ جلد۴)

۶۔حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

عامر نام: ابوعمرو کنیت: والد کا نام فہیرہ تھا۔ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ جو حضرت عائشہؓ کے اخیافی بھائی تھے۔

اسلام : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے دار ارقم میں پناہ لینے سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ غلامانہ زندگی کی وجہ ایسے آقاؤں اور دیگر مشرکوں کے ہاتھوں قسم قسم کی اذیتوں کو برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

ہجرت : ہجرت کے موقع پر جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ غار ثور میں پو

شیدہ تھے تو یہ مکہ کی چراگاہ میں بکریوں کو دن بھر چراتے شام کو غار کے پاس لے آتے ان کا دودھ دوہ کر دونوں کو پلاتے۔ صبح کے وقت عبداللہ بن ابی بکر عموماً شب کے وقت حاضر ہوکر دن بھر کی مکہ کی خبریں سنایا کرتے تھے۔ واپس جاتے تو بکریوں کو ان کے نشان قدم پر لے چلتے تاکہ عبداللہ کے نشان قدم کو مٹادے اور دشمنوں کو پتہ نہ چلے۔ جب یہ قافلہ غار ثور سے آگے بڑھ گیا تو حضرت صدیق اکبرؓ ان کو اپنے اونٹ پر بٹھالیا تاکہ راستہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں۔ مدینہ پہنچ کر حضرت سعد بن خیثمہ کے اسلامی بھائی بن گئے۔

ابتداء میں جن مہاجرین کو مدینہ طیبہ کی آب وہوا راس نہ آئی، ان میں عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ یہ اس قدر سخت بیمار ہوگئے کہ زندگی کی آس جاتی رہی۔ شدت مرض میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔ ؎

انی وجدت الموت قبل ذوقه ان الجبان حتفه من فوقه

كل امر و مجاهد بسطوقه كالثور يجمى القه بروقه

میں نے موت سے پہلے اس کا مزہ چکھ لیا۔ جب تک بزدلی کی موت اوپر ہی ہے۔

ہر شخص اپنی طاقت سے کوشش کرتا ہے۔ جس طرح بیل ناک کو سینگ سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد مدینہ کی آب وہوا درست ہوگئی تو عامر بھی صحت یاب ہوگئے۔ سنہ ۴ ہجری رسول اللہ نے ستر قاریوں کی ایک جماعت کو مشرکین بئر معونہ کی دعوت وتبلیغ کے لئے مامور فرمایا۔ حضرت عامر بھی اس میں شامل تھے۔ مشرکین مبئر معونہ نے غداری سے ساری جماعت کو شہید کردیا۔ صرف عمر بن امیہ خمیری زندہ گرفتار ہوئے عامر بن طفیل نے ایک لاش کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کون ہیں۔ بولے عامر بن فہیرہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے ان کے مقتول ہونے کے بعد دیکھا کہ ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی پھر اسی جگہ زمین پر رکھی گئی۔

شہادت : عامر بن فہیرہ کے سینہ سے جب جبار بن سلمٰی کا نیزہ پار ہوگیا تو ان کی زبان سے بے ساختہ فزت برب الكعبه کے الفاظ نکلے۔ پھر تڑپ کر ان کی لاش آسمان کی طرف بلند ہوئی، ملائکہ نے تجہیز وتکفین کی۔ پھر زمین پر رکھی گئی۔ جبار نے یہ کرشمہ دیکھا مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ فہیرہ نے ۳۴ سال کی عمر پائی، جس کا بیشتر حصہ دشمنان اسلام کے ظلم وستم سہنے میں گذرا۔ انا لله وانا اليه راجعون (صفوۃ الصفوہ مترجم اسد الغابہ)

۷۔حضرت بلال بن رباحؓ مئوذن رسول

حضرت امام حاکم نے مستدرک میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے

بلال نام: ابوعبداللہ کنیت : والد کا نام رباح، والدہ کا نام حمامہ تھا۔حبشی نژاد تھے۔لیکن مکہ میں پیدا ہوئے۔

اسلام اور آزمائش : شکل وصورت سیاہ فام تھی لیکن دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف نور ایمان سے منور تھا۔جن سعادت مند بزرگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا ان میں صرف سات بزرگ تھے جنہوں نے علی الاعلان دین اسلام کا اظہار کیا ان میں حضرت بلالؓ بھی تھے۔

یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ظلم وستم کے نئے نئے طریقہ ایجاد کر کے ان کو سزا دیتا تھا۔کبھی گائے کے چمڑے میں لپیٹ دیتا،کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں بٹھا دیتا،جرم کیا تھا وہی جس کو قرآن مجید نے فرمایا۔ وما نَقَمُوا منهم ا لا اَنْ يُو مِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔(بروج) اللہ واحد پر ایمان تھا۔

ایک دن حضرت ابوبکرؓ کا گذر امیہ بن خلف کے مکان پر ہوا تو رونے چلانے اور کوڑوں کے مارنے کی آوازیں آرہی تھیں۔دریافت حال پر معلوم ہوا کہ امیہ بن خلف بلال کو اسلام لانے کی وجہ سے سزا دے رہا ہے۔آپ اس واقعہ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے،امیہ بن خلف کو زر کثیر اوران کا ایک رومی غلام نسطاس جو کئی فنون کا ماہر تھا دے کر بلال کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

ہجرت : مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے۔اب مدینہ میں مسلمانوں کو کھلے طور پر رب واحد کی عبادت کرنے اور اصول اسلام کی پیروی کا موقع ملا۔یہاں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی۔مسجد نبوی بھی تیار ہوگئی تھی، اذان کا طریقہ بھی رائج ہوگیا جس کے ذریعہ تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہونے کا سبب بن گیا۔سب سے پہلے اذان دینے والے وہی حضرت بلال تھے۔سفر حضر میں آپ کے ساتھ ہوتے۔اذان کی ذمہ داری آپ ہی پر تھی اس واسطے آپ کو مئوذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

غزوات : مشہور غزوات میں شریک رہے۔غزوہ میں اپنے حریف دشمن اسلام امیہ بن خلف کو قتل کر کے واصل جہنم کیا جو آپ کو سزا دینے دلانے میں پیش پیش تھا۔فتح مکہ میں بھی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل تھی۔خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اپنے مئوذن خاص حضرت بلال کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر

توحید کے پرعظمت صدائے تکبیر بلند کرو۔قدرت خداوہ حرم پاک جوابوالانبیاء حضرت ابراھیم نے خالص توحید کے لئے تعمیر فرمایا تھاایک طویل مدت تک صنم خانہ بنارہا پھرایک حبشی نژادغلام کی نغمہ توحید سے گونج اٹھا۔

ملک شام کا توطن : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں غزوات میں شرکت کی اجازت چاہی تو حضرت ابوبکرؓ نے بلال حبشی کی مفارقت پسند نہیں فرمائی۔ پھر عہد فاروقی میں بہت اصرار کے بعد اجازت حاصل کی اور شام کے معرکہ میں شریک ہوئے۔سنہ ھ۱۶ میں جب حضرت عمرؓ نے شام کا سفر کیا تو مقام جا بیہ میں آپ کوخوش آمدید کہا۔اس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے اذان کی درخواست کی تو حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں نے عہد کرلیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں دوں گا۔ چونکہ آپ امیر المؤ منین ہیں آپ کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے اس لئے حکم کی تعیل میں آپ کی خواہش پوری کروں گا۔چنانچہ آپ نے نہایت ہی پرسوز انداز میں اذان دی۔سارا مجمع بے تاب ہوگیا۔حضرت عمرؓ،ابوعبیدہؓ،معاذ بن جبل بے ساختہ رو نے لگے۔اس کے بعد آپ نے ملک شام کو اپنا وطن بنالیا۔

خواب اور مدینہ کی مراجعت :ایک دن آپ نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں بلال تم کب تک ہم سے دور رہو گے کیا ہماری زیارت کے لئے نہیں آؤ گے؟اس خواب کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے رخت سفر باندھا اور مدینۃ الرسول کی طرف چل پڑے۔روضہ مقدس پر جاکر بے قرار مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔حضرت حسن اور حسین کو چمٹا چمٹا کر پیار کیا تو ان شہزادوں نے درخواست کی کہ ایک بار صبح کی اذان سے ہم کو نغمہ توحید سے نوازیں،تو آپ نے ان سے بھی وہی کہا جو ملک شام میں حضرت عمرؓ سے کہا تھا۔تاہم میں اپنے شہزادوں کی درخواست کو رد نہیں کروں گا چنانچہ آپ نماز فجر کی اذان اپنے آقا کی مسجد کی چھت پر کھڑے پرسوز آواز میں نغمہ توحید کو بلند کیا تو سارا مدینہ گونج اٹھا۔عورتیں،بچے،بوڑھے،جوان سب کے سب مکانوں سے نکل پڑے، عہد نبوی کا سماں بندھ گیا جب اشھد ان محمد اًرسول اللہ کا نعرہ بلند کیا تو سارا مدینہ رو پڑا۔

آپ نے متعدد نکاح کئے لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔

(نوٹ) آپ کے حالات زندگی میں بسط سے لکھا جائے تو ایک مبسوط کتاب ہوسکتی ہے۔

وفات : ساٹھ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۸۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

قبل از اسلام : اسلام سے پہلے آپکا نام مابہ تھا۔آپ مذہباً مجوسی (آتش پرست) تھے۔آپ کے والد اصفہان کے ایک دیہات کے بڑے زمیندار اور رئیس تھے۔کاشت کاری آپ کا پیشہ تھا۔اور یہی ذریعہ معاش تھا۔آپ کے والد آپ سے بے حد محبت کرتے تھے،اسی وجہ سے آپ کو لڑکیوں کی طرح گھر کی چہار دیواری کے باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔آپ کے گھر ایک آتش کدہ تھا،اس کی نگرانی اور دیکھ بھال آپ کے سپرد تھی۔آپ اس میں ہمیشہ مصروف رہا کرتے۔کاشت کاری کی نگرانی خود والد کرتے تھے۔ایک دن آپ کے والد گھر کی مرمت میں مشغول تھے اس لئے کاشت کاری کی نگرانی کے واسطے مابہ کو بھیجا۔راستہ میں ایک گرجا گھر ملا،جس میں عیسائی عبادت کرتے تھے۔ان کی عبادت ان کو بہت پسند آئی اور یہ خیال کیا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا اور بہتر ہے۔گرجا کے اندر جا کر مزید معلومات حاصل کرنے کے بعد یہ کہہ کر آئے کہ جب ملک شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے مطلع کرنا۔جب سرشام گھر واپس ہوئے تو باپ نے پوچھا اتنی دیر کہاں تھے ساری حقیقت بیان کر دی اور یہ بھی کہا کہ ہمارے مذہب سے ان کا مذہب اچھا اور بہتر ہے۔ان کے باپ نے دیکھا مابہ کے خیالات کے اندر تبدیلی آگئی ہے۔تبدیلئی مذہب کے خوف سے ان کو بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا۔

تلاش حق میں گھر سے فرار : ملک شام سے قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی اور واپس ہونے کی بھی اطلاع ملی تو بیڑیوں کی قید سے نکل کر ان کے ساتھ ہو گئے۔ملک شام پہنچ کر دریافت کیا کہ مذہب عیسائیت کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔لوگوں نے بشپ کا پتہ دیا،وہاں جا کر عیسائی مذہب قبول کر کے بشپ کی خدمت میں لگ گئے،لیکن مابہ کو اس کے اخلاق پسند نہ آئے اس بشپ کے مرنے کے بعد اس کے حرص آس کی خبر لوگوں کو کر دی چنانچہ اس کے گھر سے بے شمار دولت نکل آئی جو غرباء اور مساکین کی حق تلفی کر کے جمع کرتا تھا۔حق کی تلاش میں آپ موصل۔نصیبن۔عمودیہ کا سفر کیا وہاں کے اسقف کی خدمت کی۔یہ اسقف بڑا زاہد و عابد تھا جب اس کا آخری سفر اور اس کے مصائب کا ذکر کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ حق کی تلاش کے لئے مجھ کو آپ کے بعد کس کے پاس جانا چاہئے۔تا کہ مجھے حق مل جائے۔تو عمودیہ کے اسقف نے کہا اب دنیا میں کوئی ایسا نہ رہا کہ میں تم کو مشورہ دوں ہاں اب اس نبی

کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے، اس کی بشارت ہماری آسمانی کتابوں میں ہے۔ وہ ریگستان سے اٹھے گا دین ابراھیمی کو زندہ کرے گا وہ کھجوروالی زمین کی طرف ہجرت کر جائے گا اس کی علامت وہ صدقہ قبول نہیں کرے گا ہدیہ قبول کرے گا۔

عرب کا سفر : عمودیہ کے اسقف کے انتقال کے بعد کچھ مدت عمودیہ میں رہے۔ کچھ دنوں کے بعد بنو کلب کا ادھر سے گذر رہوا تو مابہ نے ان سے کہا اگر تم مجھے عرب پہنچا دو گے تو میں یہ گائیں اور بکریاں تمہارے حوالے کر دوں گا، لیکن بنوکلب کے لوگوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور آپ کو غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ مدینہ پہنچ کر کھجور کے درخت دیکھے آس بندھ گئی کہ شاید یہی وہ جگہ ہے جس کی مجھے اسقف عمودیہ نے نشان دہی کی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول آخرالزماں کا مکہ میں ظہور ہو چکا تھا، ظلم وستم میں مسلمان بھونے جا رہے تھے۔ آخر کار مکہ مکرمہ کے رسالت کا روشن آفتاب مدینہ طیبہ میں ظہور ہوا۔ اس وقت آپ کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور اتار رہے تھے آپکا آقا اور اس کا چچازاد بھائی نے آ کر کہا کہ غارت ہو بنی قیلہ کا سب کے سب قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو کہ مکہ سے آیا اسکو نبی مان لیا ہے۔

اسلام : اب تک جس وقت کے انتظار میں مصائب کو برداشت کیا وہ وقت آن پہنچا۔ اپنے پاس کچھ کھانے کی چیزیں تھیں۔ موقع پا کر دربار رسالت میں پہنچے اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی غریب الدیار ہیں میرے پاس کچھ صدقہ کی چیزیں ہیں ان کا آپ سے بڑھ کر کون مستحق ہوسکتا ہے آگے بڑھا کر کہا لیجئے کھائیے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھایا اور کہا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے تم کھالو۔ پھر دوسرے دن کچھ کھجور لے کر پہنچے اور درخواست کی کہ کل آپ نے کچھ نہیں کھایا یہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ قبول فرمائیے آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں کھالیں۔ مابہ کو اسقف عمودیہ کا کہنا صحیح یقین ہو گیا۔ پھر آپ نے آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کا بھی مشاہدہ کرلیا، بے ساختہ باچشم پرنم جھک کر بوسہ دینا چاہا تو آپ نے ان کو سامنے بلایا اور مابہ نے اپنی پوری داستان سنائی اور داخل اسلام ہو کر اپنی مراد پائی۔

آزادی : غلامی کی وجہ سے فرائض اسلام کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمایا تم اپنے آقا سے معاوضہ دے کر آزاد ہونے کی بات کرلو۔ چنانچہ ان کے آقا نے ۳۰۰ کھجور کے درخت لگانا اور چالیس اوقہ سونا دینے کی شرط لگائی آپ نے صحابہ کے سامنے پیش کیا تو صحابہ نے فوراً کھجور کے ۳۰۰ پودے لا کر حاضر کئے آپ

نے خودزمین کو ہموار کر کے پھر اس میں اپنے دست مبارک سے درخت لگائے وہ بعد میں چل کر حدیقہ سلمان کے نام سے مشہور ہوا۔ اب رہا سونے کا مسئلہ آپ کو ایک جنگ میں مرغی کے انڈے برابر سونا ملا جس کا وزن ٹھیک ۴۰ ر اوقیہ تھا آپ نے سلمان کو دیا۔ وہ اپنے آقا سے رستگاری حاصل کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں رہنا پسند کیا آپ نے ان کا نام سلمان الحر رکھا۔

غزوات : غزوہ بدر واُحد میں غلامی کی وجہ سے شرکت نہیں ہوسکی۔ البتہ غزوہ ٔخندق میں آپ نے اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھلائے اور آپ ہی کی تدبیر سے خندق کی کھدائی عمل میں آئی اس کے بعد تمام جنگوں میں برابر شرکت فرما کر داد شجاعت حاصل کی۔

قیام عراق : عہد صدیقی کے آخر میں یا عہد فاروقی کے شروع میں آپ نے عراق میں سکونت اختیار کر لی آپ کے مواخاتی بھائی حضرت ابودرداء کو اللہ پاک نے مال واولاد سے خوب نوازا تھا ایک دن اپنے بھائی سلمان کو لکھا اللہ رب العزت نے ہم کو مال واولاد سے نوازا اور ارض مقدس کے قیام کا شرف بخشا تو اس کا جواب حضرت سلمان نے یوں دیا مال و دولت کی کثرت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ ہاں تمہارے علم میں زیادتی ہو اور اس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے تو خیر ہی خیر ہے۔ ارض مقدس کا قیام فی نفسہ کوئی مفید نہیں۔ البتہ آپ کا عمل مفید ہوگا۔
فتح جلولا میں شریک رہے۔ اس جنگ میں مشک کی ایک تھیلی ہاتھ آئی جو اپنی بیوی کے پاس رکھا کہ یہ موت کے وقت کام آئے گی۔

علالت : عہد عثمانی میں بیمار ہوئے سعد بن وقاص عیادت کے لئے تشریف لائے تو رونے لگے۔ سعد نے کہا رونے کا کیا مقام ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش خوش رخصت ہوئے۔ حوض کوثر پر ملاقات ہوگی۔ بچھڑے ساتھیوں سے ملو گے تو سلمان نے کہا میں موت سے نہیں ڈرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہماری دنیاوی زندگی کا سامان ایک مسافر کے سامان سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے لیکن میرے گرد مال اور اسباب کا ڈھیر ہے۔ آپ کے اسباب کی جانچ کی گئی تو ایک بڑا پیالہ ایک لگن اور ایک بستر کے سوا کچھ نہ تھا سعد نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو آپ نے فرمایا کوشش کرو کہ تم جہاد حج وعمرہ اور تلاوت قرآن کی حالت میں موت آئے۔ آخر وقت وہی مشک کی تھیلی اپنی بیوی سے منگوائی پانی میں گھول کر اپنے اطراف چھڑکاؤ کیا اور تمام کو اپنے پاس سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹا دیا۔ جب سب ہٹ گئے صرف آپ تنہا باقی رہ گئے تھوڑی دیر کے بعد گئے تو دیکھا کہ آپ کی روح جنت

الفردوس کی طرف پرواز کرگئی انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے حالات زندگی کی اخلاق زہد وتقوی پر ایک بسیط کتاب لکھی جاسکتی ہے اس مختصر کتابچہ میں ایسی گنجائش نہیں ہے۔

۹۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا تذکرہ ایک مبسوط کتاب چاہتا ہے۔اس مختصر کتابچہ میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔تاہم چونکہ آپ کی شخصیت علم وعرفان کا خزانہ زہد وتقویٰ کا پیکر مجسم ہے۔اتباع سنت میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔آپ صاحب النعلین والسواک والوساہ ہیں اس لئے تبرکاً وتیمناً مختصر ہی سہی حوالہ قلم کر رہا ہوں۔

نام وابتدائی حالات : عبداللہ نام، ابوعبدالرحمٰن کنیت، والد کا نام مسعود اور والدہ کا نام ام عبد تھا۔عرب میں عام طور پر گلہ بانی کرتے تھے اور یہ پیشہ ان کے پاس کوئی معیوب نہیں تھا بلکہ شرفاء وامراء بھی اپنے بچوں کو جفا کشی سادگی کے عادی بنانے کے لئے اپنے بچوں سے گلہ بانی کراتے تھے عبداللہ بن مسعود بھی عقبہ بن حفیظ کی بکریوں کی گلہ بانی کیا کرتے تھے۔

اسلام : ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمدم ہم قدم ابوبکر کے ساتھ اس طرف نکل گئے جہاں عبداللہ بن مسعود بکریاں چرایا کرتے تھے۔ابوبکر نے ان سے کہا ارے میاں اگر تمہارے پاس کچھ دودھ ہو تو ہماری پیاس بجھادو۔عبداللہ نے جواب دیا یہ بکریاں دوسروں کی امانت ہیں میں دے نہیں سکتا۔تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جواب تک بچہ نہ دیا ہو تو اس کو لاؤ چنانچہ عبداللہ بن مسعود ایک بکری کی ٹانگ پکڑ کر سامنے لے آئے۔آپ نے اس کی تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔دونوں تھن دودھ سے لبریز ہوگئے تینوں نے سیراب ہوکر دودھ پی لیا۔پھر آپ نے تھنوں سے فرمایا خشک ہوجاؤ وہ خشک ہوگئے۔عبداللہ بن مسعود نے قدرت کا یہ عجیب کرشمہ دیکھ کر مبہوت ہوگئے اور کہا مجھے بھی اس موثر کلام کی تعلیم دیجئے۔آپ نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور کہا تم تعلیم یافتہ بچے ہو غرض اس کے بعد حلقہ تعلیم نبوی میں داخل ہوگئے۔

جوش ایمانی : آپ اس زمانے میں مسلمان ہوئے جب کہ مسلمانوں کی تعداد بہت مختصر اور گنی چنی تھی۔ایک

دن حلقہ احباب میں مشورہ ہوا کہ قریش ابتک کلام اللہ کو سن نہیں پائے ہیں ان کو سنانا چاہئے سوال یہ تھا کہ کون اس کی جراءت کرے گا۔عبداللہ بن مسعود نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں۔ساتھیوں نے کہا تمہارا جانا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ تمہارا قبیلہ بہت چھوٹا ہے کوئی حمایت کے لئے تیار نہیں ہوگا، توآپ نے یعنی عبداللہ نے کہا مجھے چھوڑ و میرا محافظ خدا ہے۔

چنانچہ ایک دن جبکہ کعبۃ اللہ میں قریش کا مجمع تھا۔دور کھڑے ہوکر نہایت ہی خوش الحانی سے سورہ رحمٰن کی تلاوت شروع کردی۔سارا مجمع حیران ومتعجب ہوکر سنا اور کہا ام عبد کے لڑکے کو کیا ہوگیا ہے تو کسی نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہوا کلام پڑھ رہا ہے۔اتنا سننا ہی تھا کہ سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے اس قدر مارا کہ آپ کے چہرے پر ورم آگیا۔

ہجرت : جوش ایمانی کی بوجہ اپنے اسلام کا اظہار کرتے تھے، کفار مکہ کی دشمنی وایذا رسانی بھی آپ کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی ان کے ایذا رسانی سے تنگ آکر دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، تیسری مرتبہ دائمی ہجرت کا ارادہ کرکے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔آپ کو مسجد نبوی کے متصل ایک قطعہ زمین دی گئی۔

غزوات : آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام معرکوں میں ہم رکاب ہوکر جاں بازی کا ثبوت کا دیا۔غزوہ بدر میں جب دو انصاری بچوں کے ہاتھ ابوجہل مارا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے۔تو آپؓ گئے تو اس میں ابھی جان باقی تھی اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ہی ابوجہل ہے اس نے کہا کاش مجھے دو انصاری بچوں کے سوا کوئی بڑا آدمی قتل کرتا۔

عہدہ قضا : خلیفہ دوم کے انتقال کے بعد ملک میں گوناگوں انقلابات آئے۔خلیفہ ثالث کے مسند خلافت پر آنے کے بعد اہل کوفہ کے والیوں کی شکایتوں پر یکے بعد دیگرے والی بدلتے رہے۔جب آپ کو کوفہ کی امارت سونپی گئی تو آپ نے دس سال تک اس حسن وخوبی سے حکومت چلائی کہ کسی کو کوئی شکایت نہ رہی۔آپ منصب قضا کے ساتھ خزانہ کی افسری پر بھی مامور تھے۔آپ نے انتظامی قابلیت بیدار مغزی، حساب فہمی کا وہ کارنامہ انجام دیا کہ ایک حبہ بھی ادھر سے ادھر نہ ہوسکا۔

واقعات : ذاتی حیثیت سے آپ علم زہد وتقویٰ کے بادشاہ تھے۔بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی بڑی سے

بڑی چیز کو بھی شان بے نیازی سے ٹھکرادیتے تھے۔آپ کے عہد قضاوت میں کوفہ کے امیر سعد بن ابی وقاص تھے وہ اپنی کسی ضرورت سے بیت المال سے قرض لیا تھا۔ ناداری کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان سے سختی برتی حتیٰ کہ ایک روز سخت کلامی کی نوبت بھی آ پہنچی۔حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنی چھڑی زمین پر پھینک دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے حضرت عبداللہ بن مسعود نے درخواست کی کہ میرے حق میں بد دعا نہ کیجئے۔تو حضرت سعد بن وقاص نے کہا اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارے لئے سخت بددعا کرتا۔حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ناراضگی کے انداز میں کا شانہ امارت سے باہر ہوگئے۔جب امیر الموءمنین حضرت عثمانؓ کو خبر پہنچی تو آپ نے نا راضگی کا اظہار فرمایا۔

معزولی : حضرت عثمان کے آخر عہد میں جب فتنوں کا آغاز ہوا تو یکا یک آپ اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوگئے۔عمرہ کی نیت کر کے ایک جماعت کے ساتھ حجاز کی طرف چل پڑے۔جب آپکا قافلہ مقام وبدہ پہنچا تو ایک عورت کو سرراہ پریشان پایا۔پوچھا خیر تو ہے۔تو اس نے کہا ایک مردمومن کی تجہیز و تکفین کیجئے۔پوچھا کون ہے؟ کہا ابوذر۔آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتر پڑے۔آپ کے پہنچنے پر دم واپسیں تھا۔وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کردی۔نماز جنازہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود ہی نے پڑھایا مکہ مکرمہ پہنچ کر امیر المومنین حضرت عثمان کو ابوذر کی وفات کی اطلاع دی۔عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔

علالت : آپ کی عمر ۶۰ سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ایک روز ایک شخص آیا اور کہا مجھے اپنے آخری دیدار سے محروم نہ کیجئے۔میں نے گذشتہ شب ایک خواب دیکھا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند ممبر پر تشریف فر ما ہیں اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرما رہے ہیں ابن مسعود میرے بعد لوگوں نے تم کو بہت تکلیف پہنچائی ہے اب میرے پاس چلے آؤ۔فرمایا خدا کی قسم تم نے یہ خواب دیکھا ہے وہ بولا ہاں۔پھر فرمایا تم میرے جنازہ میں شریک رہنا مدینہ سے باہر کہیں نہ جانا۔اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد سخت علیل ہوگئے زندگی سے مایوس ہوگئے تو اس وقت امیر المومنین عثمان غنیؓ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ان دونوں کے درمیان کچھ رنجش تھی۔دو سال سے آپکا وظیفہ بھی بند کر دیا تھا،عفو خواہی چاہی۔

حضرت عثمان :۔آپ کو کونسا مرض ہے؟

حضرت عبداللہ:۔میرے گناہوں کا۔

عثمان :۔طبیب کو بلاؤں؟

عبداللہ :۔طبیب ہی بیمار کر رہا ہے۔

عثمان :آپ کا وظیفہ جاری کر دوں؟

عبداللہ :۔مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

عثمان :۔آپ کی صاحب زادیوں کے کام آئے گا۔

عبداللہ :۔کیا آپ کو ان کی محتاجی اور دست نگری کا خوف ہے؟ میں نے ان کو حکم دے رکھا ہے کہ ہر رات سورہء واقعہ کی تلاوت کریں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو ہر رات سورہ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی فاقہ مست نہ ہوگا۔

وفات : جب آپ کو سفر آخرت کا یقین ہوگیا تو آپ نے حضرت زبیر اور ان کے فرزند عبداللہ بن زبیر کو بلا کر اپنے مال واسباب اولاد تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت فرمائی اور داعی اجل کو لبیک کہا۔امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔عثمان بن مظعون کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ انا لله و انا اليه راجعون۔

۱۰۔حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ

(امام حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے)

صہیب نام،ابویحییٰ کنیت، والد کا نام سنان اور والدہ کا نام سلمٰی ہے۔

ابتدائی حالات : موصل کے قریب دریائے دجلہ کے کنارے آپ کا وطن ایک قریہ ہے۔آپ کے والد اور چاچا کسریٰ بادشاہ کی طرف سے اُبُلّہ کے عامل تھے۔ابھی یہ بچے ہی تھے کہ رومی فوجوں نے اس قریہ اُبُلّہ پر حملہ کیا۔دیگر اسباب سامان کے ساتھ ساتھ صہیب کو بھی اٹھالے گئے۔ان کی بہن اقیمہ اور چاچا لہید نے ان کی تلاش میں تمام میلوں،موسمی بازاروں اور دنیا کی خاک چھان ماری، پتہ نہ چلنا تھا نہ چلا۔رومیوں ہی میں جوان ہوکر پلے اور بڑے ہوگئے۔بنوکلب نے ان کو خرید کر مکہ پہنچا دیا۔عبداللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسلام : مکہ مکرمہ میں اسلام کا غلغلہ تھا۔تحقیق حال کے لئے مکہ تشریف لائے تو اتفاق سے عمار بن یاسر بھی اسی خیال سے آئے ہوئے تھے۔انہوں نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کس ارادے سے آئے ہو۔ عمار نے کہا پہلے تم

بتاؤ، تو صہیب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ پیغمبر اسلام سے ملاقات کروں اور آپ سے آپکا کلام سنوں ۔ عمار نے کہا میرا بھی یہی مدعا ہے ۔ چنانچہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوگئے یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مختصر ساتھیوں کے ساتھ دار ارقم میں پناہ گزین تھے ۔ اکثر مسلمان دشمنوں کی ایذا رسانی کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا۔ یہ رومیوں میں پہلے مسلمان تھے ۔ آپ غریب الدیار تھے ۔ آپ کا کوئی حمایتی نہیں تھا۔ تاہم جوش ایمانی نے خاموش رہنے نہیں دیا۔ اسلام کا اظہار برملا کر دیا جس کی پاداش میں ایذا رسانی اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

ہجرت : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد آپ مکہ میں ہی رہ گئے ۔ ایک دن ہجرت کے لئے رخت سفر باندھا تو مشرکوں نے آپ کو آن گھیرا اور کہا اب تم چاہتے ہو کہ مکہ کی دولت باہر لے جاؤ۔ حضرت صہیب نے اپنا ترکش سنبھالا اور کہا تم جانتے ہو کہ میرا نشانہ خطا نہیں کرتا۔ اگر تم میرے قریب آنے کی کوشش کی تو خبردار جب تک میرے ترکش میں ایک بھی تیر باقی ہے تم کو قریب آنے نہ دوں گا۔ تم سب کو مار مار کے چھلنی کردوں گا۔ پھر تلوار سونت کر کہا، پھر تلوار سے مقابلہ کروں گا ۔ اگر تم میرا سارا مال وخزانہ لیکر مجھے چھوڑ سکتے ہو تو میں تم کو میرے ساری دولت کا پتہ بتاتا ہوں ۔ مکہ والوں نے آپ کا سارا مال لے کر آپ کو مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دے دی۔ جب آپ مدینہ طیبہ پہنچے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر سے شکایت کی آپ لوگوں نے مجھے اپنے ساتھ سفر ہجرت میں ساتھ نہیں رکھا۔

غزوات : آپ تمام غزوات میں برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے اور خوب تیراندازی کے جوہر دکھلائے۔

سہ روزہ خلافت اور وفات : حضرت عمرؓ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی میری نماز جنازہ صہیب ہی پڑھائیں، اور مجلس شوریٰ جب تک خلیفہ کا انتخاب نہ کرلیں اس وقت تک حضرت صہیب ہی نمازوں کی امامت کریں گے۔ آپ نے اس ذمہ داری کو پوری پابندی سے ادا کیا۔ ۷۲ سال کی عمر پاکر اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے ۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ

۱۱۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

(امام حاکم نے مستدرک میں آپکو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے)

نام : جندب نام، ابوذر کنیت، مسیح الاسلام لقب۔آپ کی والدہ کا نام رملہ تھا۔آپ قبیلہ غفار سے متعلق تھے۔حضرت ابوذر کا قبیلہ بنو غفار رہزنی کرتا تھا۔اسی پر انکی زندگی کا انحصار تھا۔ابوذر بھی لوٹ مار رہزنی میں بہت مشہور اور دلیر تھے تن تنہا بڑے بڑے قبائل پر حملہ کرتے اور ان کو لوٹتے تھے۔

انقلاب : اچانک ان کی زندگی میں سخت انقلاب آیا۔رہزنی ترک کر کے ہمہ تن خدا ترسی کی طرف مائل ہو گئے،ظہور اسلام سے پہلے ضلالت و گمراہی میں مبتلا تھے لیکن جاہلیت میں بھی خدا پرستی کرتے تھے۔خدا پرستی میں مشہور تھے سب سے پہلے شخص جس نے ظہور اسلام کی اطلاع دی اس کے یہ الفاظ تھے ابوذر مکہ میں تمہاری طرح لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ابوذرؓ نماز بھی پڑھتے تھے خود ان کا کہنا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے سے تین سال پہلے ہی سے نماز پڑھتا ہوں۔لوگوں نے پوچھا کس کی نماز پڑھتے تھے؟ ابوذر نے جواب دیا۔خدا کی۔پھر لوگوں نے پوچھا،کس طرف رخ کرتے تھے؟ جس طرف خدا پھیر دیتا۔

تلاش حق : آپ زمانہ جاہلیت ہی سے متلاشی حق تھے۔جوں ہی حق کی آواز سنائی دی فوراً لبیک کہا یہ اس وقت اسلام لائے جب کہ سارا عرب اعلان حق و تسلیم حق سے خاموش تھا یہ خمس اسلام کہلاتے ہیں۔

واقعہ : جب مجھ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو میں نے اپنے بھائی کو اس کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا۔جب وہ واپس ہوئے تو بھائی کو بتایا کہ ایک شخص ہے جو نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔اس مختصر سی رپورٹ پر آپ کو اطمینان اور تسلی نہیں ہوئی۔خود مختصر سا زاد راہ لے کر مکہ کی طرف نکل پڑے جب مکہ پہنچے تو یہاں ایک دشواری پیش آئی کہ میں تو پیغمبر اسلام کو پہچانتا نہیں تھا اور کسی سے دریافت کرنے کی جراءت بھی نہیں ہوتی تھی۔خانہ خدا میں جا کر ٹھہر گیا زمزم پر بسر ہونے لگی۔ایک دن علی مجھ پر گذرے اور مجھے بغور دیکھا اور کہا کہ تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔کہا ہاں۔علی اپنے گھر لے گئے رات ان کے گھر میں بسر ہوئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی پھر صبح کعبۃ اللہ میں ٹھہر گیا لوگوں سے پیغمبر اسلام کے متعلق دریافت کر سکوں لیکن نہ ہو سکا۔پھر دوسرے دن بھی علی کا گذر مجھ پر ہوا تو علی نے پوچھا کیا تم کو اب

تک اپنی منزل نہیں ملی۔ کہانہیں اب دوسری مرتبہ بھی علی اپنے گھر لے گئے اور پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا ہے۔ابوذر نے کہا اگر آپ اس بات کو راز میں رکھو، تو میں عرض کروں ۔تو میں نے اپنا مدعا ظاہر کیا تو علیؓ نے کہا تم نے نیکی کا راستہ پالیا۔میرے ساتھ چلو میں جس مکان میں داخل ہو جاؤں تم بھی داخل ہو جانا۔اگر راستہ میں مجھے کچھ خطرہ معلوم ہوا تو میں راستہ سے ہٹ کر اپنا جوتا درست کروں گا تم آگے بڑھ جانا۔ چنانچہ اس طرح آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔آپ نے اسلام کو پیش کیا تو میں داخل اسلام ہو گیا۔اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی تم اپنے ایمان کو ابھی ظاہر نہ کرنا تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ جب ہمارا غلبہ ہو گا تب آنا۔ میں نے قسم کھا کر کہا میں اپنے اسلام کو چھپا نہیں سکتا۔ چنانچہ کعبتہ اللہ میں گئے قریشیوں کا مجمع تھا میں نے کہا اے قریشیو سن لو میں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہٗ و رسولہٗ کا قائل ہو گیا ہوں ۔یہ سن کر قریشیوں نے للکارا۔اس بے دین کو پکڑ و چاروں طرف سے لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے مارتے مارتے بے دم کر دیا۔حضرت عباس نے یہ منظر دیکھ کر مجھ پر گر پڑے اور قریشیوں کو پکارا ظالمو کیا کرتے ہو قبیلہ بنو غفار کے آدمی کو مار ڈالتے ہو یہ قبیلہ ملک شام سے تمہارا راستہ روک دے گا۔یہ سنتے ہی مجمع چھٹ گیا۔پھر دوسرے تیسرے دن یہی واقعہ پیش آیا۔

مراجعت وطن : چند دن مکہ مکرمہ میں قیام کے بعد آپ نے ان کو وطن واپس کر دیا کہ چند دن میں میں یثرب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں اس وقت تک تم اپنے قبیلہ میں رہ کر اسلام کی تبلیغ کرنا شاید اللہ تعالیٰ ان کو فیض پہنچائے ۔ چنانچہ آپ کے ساتھ آپ کے دو بھائی انیس اور منا بھی داخل اسلام ہو گئے ۔ان تینوں کی تبلیغی کوششوں سے آدھا قبیلہ داخل اسلام ہو گیا۔اور آدھا ہجرت کے بعد مسلمان ہوا

ہجرت و مدینہ کا قیام : آپ نے بہت تاخیر سے ہجرت فرمائی۔غزوہ بدر واحد وغزوہ خندق وغیرہ کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے یہاں سارا وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گذرتا تھا۔جو وقت باقی بچ جاتا مسجد میں آکر آرام فرماتے ۔غزوات میں آپ کی شرکت کی تفصیل معلوم نہیں ہوئی ہاں جنگ تبوک میں بعد مسافت دشمن قوی، موسم کی خرابی کی وجہ سے بہت سے صحابہ کرام پیچھے رہ گئے صحابہ آپ کے سامنے پیچھے رہ جانے والوں کا نام لیتے تو آپ کہتے ان کی نیت اچھی ہے تو اللہ پاک ان کو تم سے ملا دے گا۔حضرت ابوذر کا بھی تذکرہ کیا ۔واقعہ یوں ہوا کہ آپ کا اونٹ تھک گیا ہانکنے کے باوجود آگے چل نہ سکا۔تو آپ نے اونٹ کی پشت سے سامان

اتارا اور اپنی پیٹھ پر لاد کر پیدل چل پڑے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل پر قیام فرمایا تو ایک شخص نے کہا حضور وہ راستہ میں کوئی شخص آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوذر ہوں گے۔ لوگوں نے فرمایا **خدا ابوذر پر رحم فرمائے وہ تنہا چلتے ہیں تنہا مریں گے اور روز قیامت بھی تنہا ہی اٹھیں گے۔** آپ فطرۃً فقیر منش تھے زہد و تقویٰ و سادگی کو پسند فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات سے مدینہ ویران معلوم ہونے لگا۔ تو آپ ملک شام کی طرف نکل گئے۔ حضرت امیر معاویہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے حاکم تھے۔ آیت زکوٰۃ والذین یکترون الذھب الفضہ کے مفہوم میں امیر معاویہؓ اور آپ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اختلاف نزاع کی شکل اختیار کی اس لئے امیر معاویہ نے امیر المومنین حضرت عثمان کو صورت حال کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی کہ ان کو اپنے پاس مدینہ طیبہ بلا لیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے ابوذر کو اپنے پاس بلا لیا اور خواہش کی کہ آپ میرے پاس ٹھہریئے۔ چونکہ اب مسلمانوں میں دولت کی فراوانی آچکی تھی اس کے ساتھ عیش و آرام کے اسباب بھی آگئے تھے مدینہ طیبہ کی وہ سادگی نہیں تھی جو رسول اللہ اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں تھی۔ لوگ آکر آپ کی سادگی کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے جہاں وہ جاتے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا۔ آپ کو عبادت کا موقع کم ملتا اور لوگوں کے اژدھام سے آپ کو تکلیف ہونے لگی تو امیر المومنین سے شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے آپ کو ایک مقام زبدہ میں بھیج دیا جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔

زبدہ کا قیام : امیر المومنین کے حکم کے تحت اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ زبدہ میں جا کر قیام کیا۔ زبدہ والوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کی خدمت گذاری کو اپنی سعادت سمجھا۔

وفات : جب آپکا پیمانہ حیات بھر گیا تو ان کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ میں رونے لگی پوچھا کیوں روتی ہو۔ بیوی نے کہا اس صحراء میں میرے اور آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں اور ہمارے پاس اس قدر کپڑے بھی نہیں ہیں جس میں آپ کو کفنایا جا سکے۔ ابوذر نے کہا تو کوئی فکر نہ کرو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت میں فرمایا تھا۔ تم میں سے ایک شخص صحرا میں مرے گا اس کی تجہیز و تکفین کے لئے ایک جماعت حاضر ہو گی۔ اس جماعت میں جتنے لوگ تھے سب شہروں میں وفات پا چکے ہیں میں صرف ایک باقی رہ گیا ہوں تم جاؤ کسی ٹیلے پر کھڑے ہو کر دیکھو۔ چنانچہ آپ کی بیوی نے آپ کے کہنے کے مطابق ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ایک گذرتے قافلہ کو اشارہ سے بلا

لیا۔ قافلہ والے حاضر ہوگئے تو دریافت حال کیا یہ کون بزرگ ہیں۔ جواب پایا یہ ابوذر صحابی رسول ہیں وہ لوگ فداء بابی وامی کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ حضرت ابوذر نے ان کو وصیت کی کہ اگر میرے کپڑوں میں کوئی کپڑا کفن کے قابل ہو تو مجھ کو کفنانا۔ پھر کہا، تم سے کوئی شخص حکومت کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ پر بھی رہا مجھ کو اپنے کپڑے میں نہ کفنانا۔ چنانچہ ایک انصاری نے کہا میں کسی حکومت کا عہدہ دار نہیں ہوں میرے پاس دو ایک کپڑے ہیں اگر آپ کا حکم ہو تو انہیں کپڑوں میں آپ کو کفنا دیں۔ جواب دیا ہاں تم کفنانا۔ اس جماعت میں عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور صحراء کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کیا۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔

نوٹ : آپ کے حالات زندگی، زہدوتقویٰ، حدیث نبوی پر ایک مبسوط کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

۱۲۔ حضرت ابولبابہ بن منذر انصاری اسدیؓ

نام وخاندان : آپ کا نام رفاعہ ہے۔ ابولبابہ کنیت۔ کنیت ہی سے آپ جانے جاتے ہیں۔ آپکا خاندانی تعلق قبیلہ اوس سے ہے۔

اسلام : عقبہ ثانیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام لائے اور انصار کے ۱۲ نقیبوں میں آپکا بھی شمار ہے۔

غزوات : اکثر غزوات میں آپ کی شرکت کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن غزوہ بدر کی شرکت خاص فضیلت کی حامل ہے سواریوں کی قلت کی وجہ سے تین تین آدمیوں کے درمیان سواری کا ایک اونٹ دیا گیا۔ جس سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر تھے اسی سواری پر حضرت ابولبابہ اور دوسرے صحابی بھی تھے۔ جب آپ کے اترنے کی باری آتی تو یہ دونوں درخواست کرتے حضور آپ سوار ہو کر چلئے ہم پیدل ہی چلیں گے تو آپ اس کا جواب دیتے تم مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ثواب کے لحاظ سے میں تم سے زیادہ مستغنی نہیں ہوں۔ جب بدر کی طرف چلے مدینہ طیبہ سے ۲ دن کی مسافت پر مقام روعا پر پہنچے تو آپ نے ابولبابہ کو مدینہ پر نائب امیر بنا کر مدینہ واپس کر دیا۔ مالِ غنیمت میں دوسرے بدریوں کی طرح آپ کو بھی حصہ دیا گیا اور بدری کہلائے۔ غزوہ بنوقیقاع اور غزوہ سویق کے موقع پر بھی آپ کو مدینہ طیبہ کا نائب امیر مقرر کیا گیا تھا۔

بنوقریظہ کا واقعہ: بنوقریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ مدینہ میں رہتا تھا وہ اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ سنہ ۵ ہجری

میں عہد کو توڑنے پر آپ نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور وہ محاصرہ میں گھر گئے۔تو ابولبابہ کو جوان کے حلیف تھے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو بڑی تعظیم وتکریم کی ان کی عورتیں، بچے بوڑھے باہر نکل آئے اور ابولبابہ کے سامنے رونا چلانا شروع کیا۔ان کی اس حالت زار کو دیکھ کر ابولبابہ نے ان کو مشورہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو تسلیم کرو۔ ورنہ قتل کردئے جاؤ گے (ہاتھ کے اشارے سے گردن پر پھیرا) اشارہ تو کر دیا بعدۂ ان کو افسوس اور ندامت ہوئی کہ میں نے خدا اوراس کے رسول کی خیانت کی۔فوراً مسجد نبوی پہنچے اور ایک موٹی زنجیر سے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا (جواب اسطوانہ ابولبابہ کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔) جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول نہیں کرے گا میں یوں ہی بندھا رہوں گا۔نمازوں اور حاجات ضروریہ کے وقت نکلتے پھر ان کی لڑکی انکو زنجیر سے باندھ دیتی۔تقریباً ۷۔۸۔دن تک یہی حال رہا۔کھانا پینا ترک کر دیا۔کانوں کی سماعت بھی جاتی رہی۔آنکھ بھی معذور ہونے لگی۔بعض وقت بے ہوش ہوکر گر پڑتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت حال کے بعد فرمایا اگر یہ سیدھے میرے پاس چلے آتے تو میں ان کی مغفرت کی دعا کرتا۔بہر کیف ۸ دن کے بعد جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمٰی کے مکان میں تھے طلوع فجر سے پہلے ان کی توبہ کی قبولیت کی آیات کا نزول ہوا آپ مسکراتے ہوئے اٹھے ام سلمٰی نے کہا اللہ پاک آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے کیا بات ہوئی تو آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔

یـا ایھـا الذین اٰمنوا لَا تخُونو اللہَ و الرسول وتخونو امانا تِکم وانتم تعلمون۔ واَعۡلَموا ان اموالکم واولادکم فتنہ وان اللہَ عندہٗ اجرٌ عظیم۔ یاایھا الذین اٰمنوا اِن تتقوااللّٰہَ یجعل لکُم فُر قَا نَا وَ یَکفِر عَنکم سَئِیاتِکم وَیغفر لکم واللہ ذُوالفضلِ العظِیم ۹۔۱۷۔

اے ایمان والوتم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت کرے گا۔اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

جب یہ خبر مدینہ طیبہ میں پھیل گئی تو لوگ ابولبابہ کی طرف دوڑ پڑے تا کہ ان کی زنجیریں کھول دیں۔لیکن ابولبابہ نے کسی کو کھولنے کی اجازت نہیں دی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ان کی زنجیریں کھول دیں۔حضرت ابولبابہ پر مسرت وخوشی کی وہ حالت طاری ہوگئی کہ آپ نے درخواست کی کہ میں چاہتا ہوں کہ گھر بار چھوڑ کر سارا مال صدقہ کروں اور تا حیات آپ کے ساتھ

رہوں۔آپ نے صرف ایک ثلث مال کی اجازت دی

مرویات حدیث آپ سے کم ہیں۔عبداللہ بن عمر کو گھریلو سانپ مارنے کی ممانعت کی حدیث ابولبابہ ہی نے ان کو سنائی تھی۔صاحب مستدارک وحلیۃ الاولیاء نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

۱۳۔عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عکاشہ تھا، ابومحصن کنیت تھی۔والد کا نام بھی محصن تھا۔

اسلام و ہجرت: ہجرت سے قبل ہی اسلام میں داخل ہو چکے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو یہ بھی ہجرت کر گئے۔

غزوات: غزوہ بدر میں شریک رہے اوراس میں غیر معمولی شجاعت دکھلائی۔دشمن کے مقابلہ میں آپ کی تلوار ریزہ ریزہ ہوگئی۔ہتھیار سے آپ کے ہاتھ خالی ہو گئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ پکڑا دی وہ آپ کے ہاتھ میں دھاری دار تلوار بن گئی۔اسی تلوار سے آخر تک مقابلہ کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور باطل کو شکست۔احد خندق و دیگر غزوات میں شرکت فرما کر خوب داد شجاعت حاصل کی۔

شہادت: سنہ ۱۲ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں طلیحہ اسدی نامی شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔اس کی سرکوبی کے لئے خالد بن ولید کو فوج دے کر بھیجا۔اس میں حضرت عکاشہ بھی تھے وفور جوش میں فوج کے آگے آگے طلیعہ کی خدمت انجام دیتے رہے۔اتفاقاً اثناء راہ میں طلیحہ اوراس کے بھائی سے مڈبھیڑ ہوگئی۔آخر کار اس مڈبھڑ میں عکاشہ شہید ہو گئے۔اللہ پاک نے اسلامی فوج کو کامیابی وکامرانی بخشی فتح یابی کے بعد واپسی میں امیر الجیش حضرت خالد بن ولید نے اپنا گھوڑا حضرت عکاشہ کی میت کے پاس روک کر آپ کو اسی خون آلود کپڑوں میں کفنا کر دفن کر دیا۔انا للہ۔آپ کے جسم پر کاری زخم تھے زخموں سے آپ کا جسم چھلنی ہو گیا تھا۔

فضیلت: صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے۔ كان من سادات الصحابه و فُضَلاء هم۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کتاب کے دخول جنت کی بشارت دی تو حضرت عکاشہ نے کہا حضور میں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"تم بھی انہیں میں سے ہو۔"

اس کے بعد دوسرا شخص کھڑا ہو گیا کہا حضور میرے لئے بھی دعا فرمایئے تو آپ نے فرمایا۔ سبق عکاشه
شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ۴۵ سال کی تھی اللھم اغفرلہٗ

(ترجمہ اسد الغابہ ص ۲ جلد ۷)

۱۴۔حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہؓ

آپکا نام ثوبان۔کنیت ابوعبداللہ۔آپکا خاندانی تعلق یمن کے قبیلہ حمیری سے تھا۔آپ غلام تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کردیا۔انکو اختیار دیا کہ چاہے تم اپنے خاندان کے پاس چلے جاؤ یا میرے پاس رہو۔اگر تم میرے پاس رہو گے میں تم کو اہل بیت میں شمار کرلوں گا۔ایک امتی کے لئے اس سے زیادہ شرف وفضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو اہل بیت میں شمار کرلیا۔چنانچہ ثوبان نے اس پر مسرت بشارت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کو پسند فرمایا۔

سفر وحضر میں برابر آپکے ہم راہ رہا کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ سے آپکا دل اچاٹ ہو گیا۔چند دن بعد مدینہ چھوڑ کر رملہ اور ملک شام کی طرف کوچ کر گئے اور وہیں قیام کیا۔آخر عمر میں آپ نے حمص شہر میں اپنا گھر بنایا۔۵۴ (چوپن) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔آپ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل بیت میں شمار کیا۔

غضب کا حافظہ تھا۔بڑے بڑے صحابہ حدیث کی روایت کو ان سے تصدیق کرایا کرتے تھے۔اللھم اغفرلہ

(اصابہ ۔ مترجم اسد الغابہ)

۱۵۔حضرت ابوالدرداءرضی اللہ عنہٗ

(آپ کی تفصیلی سوانحی حالات کے لئے ایک مستقل کتاب چاہئے۔تاہم اس مختصر رسالہ میں آپ کے مختصر حالات پیش کئے جارہے ہیں امید کہ قاری اس کو بغور پڑھیں گے۔)

نوٹ:۔محدث کبیر امام حاکم نے اپنے مستدرک میں جن اصحاب صفہ کا تذکرہ فرمایا ہے ان میں آپ کا بھی شمار ہے۔

نام وابتدائی حالات : آپ کا اسم گرامی عمیر ہے،کنیت ابوالدرداء۔آپ کنیت ہی سے جانے جاتے ہیں ۔آپ انصاری ہیں ۔قبیلہ خزرج سے منسوب تھے۔ بعثت نبوی کے ابتدائی زمانہ میں تجارت کرتے تھے۔ چونکہ فطرت نیک پائی تھی اس لئے عبادت کا بھی شوق ہوا تو چاہا عبادت اور تجارت کو ساتھ ساتھ لے چلیں ۔لیکن تجارت عبادت میں حرج ہونے لگی تو تجارت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور رازق دوعالم کے سفرۂ عام پر آ بیٹھے۔ تجارت سے اس قدر متنفر ہوگئے ۔فرمایا کرتے تھے مجھے ایسا نفع بھی پسند نہیں جس سے مجھے یومیہ ۴۰ دینار ملتے ہوں اوران دیناروں کو خیرات کردوں اور نمازوں میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔لوگوں نے پوچھا۔کیوں؟ قیامت کے روز رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہونے کے خوف سے۔

اسلام : ہجرت نبوی کے بعد بھی اسلام اور نبی آخرالزماں پر غور وفکر تحقیق کرنے میں ایک سال کی تاخیر سے اسلام میں داخل ہوئے جس کا آپ کو زندگی بھر قلق رہا۔

غزوات : غزوہ بدر کے وقت مشرف باسلام نہیں تھے۔اس لئے غزوہء بدر میں شریک نہیں رہے۔ اس کے بعد کے غزوات احد وغیرہ میں شریک ہوکر داد شجاعت دی۔غزوہ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو گھوڑے پرسوار دیکھا تو فرمایانعم الفارس ابو درداء

مواخات : آپ نے ان کو حضرت سلمان فارسی کے ساتھ مواخاتی بھائی قرار دیا تھا۔ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی اپنے بھائی ابوالدرداء سے ملنے ان کے گھر جا حاضر ہوئے۔آپ موجود نہ تھے۔اپنی بھاوج ام الدرداء کو دیکھا نہایت معمولی اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہیں ۔پوچھا بھابھی یہ کیا حال ہے تمہارا۔ام الدرداء نے جواب دیا تمہارے بھائی ابوالدرداء ان چیزوں سے بے نیاز ہوکر دن رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ۔رات میں قیام اللیل کرتے اور دن میں روزہ رکھتے ہیں ۔حضرت سلمان فارسی رات ابوالدرداء کے گھر گذارنے کا ارادہ کرلیا۔ جب ابوالدرداء تشریف لائے تو حضرت سلمان نے مرحبا یا اخی کہا۔اچھا آیئے آیئے کھانا حاضر ہے۔ابوالدرداء نے کہا میں روزہ سے ہوں ۔حضرت سلمان نے قسم دے کر کہا۔تم کو میرے ساتھ کھانا کھانا ہوگا۔ ورنہ میں بھی نہیں کھاؤں گا۔حضرت سلمان کی قسم کی وجہ سے ابوالدرداء نے ان کے ساتھ کھانا کھالیا۔جب رات ہوئی تو حضرت ابو الدرداء نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے حضرت سلمان نے روک کر کہا ابھی سوجاؤ۔تم پر خدا کا حق بھی ہے، بیوی کا بھی ،جسم کا بھی ،آنکھ کا بھی ۔ان تمام حقوق کو ادا کرنے کا نام عبادت ہے۔جب سحر کا وقت ہوا تو کہا اب اٹھو۔نماز

پڑھو۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو دالدرداء مسجد نبوی پہنچ کر حضرت سلمان کی شکایت کرتے ہوئے رات کا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے بہت اچھا کیا، ایسا ہی کرنا چاہئے۔

اخلاق وعادات : حضرت ابوالدرداء فطرۃً نیک نفس تھے۔ اسلام کی تعلیمات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے آپ کی طبیعت کو جلا بخشی۔ حق گوئی میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ بعض وقت امیر معاویہ کو برسر دربار ٹوک دیا کرتے تھے بسا اوقات خالق کائینات کے جبروجلال کے تصور سے کانپ جاتے تھے۔

جب خدائے تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا تم نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا۔ رات دن اللہ کی عبادت میں مست و مگن رہتے تھے۔ رات بھر عبادت اور دن کو روزہ میں گذار دیتے۔ پنجگانہ نمازوں کی پابندی اور رمضان المبارک کے روزوں کی پابندی کے علاوہ تین چیزوں کے بڑے پابند تھے، ن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ (۱) سفر وحضر میں چاشت کی نماز ترک نہ کرنا۔ (۲) ہر مہینہ میں ایام بیض ۱۳۔۱۴۔۱۵ کا روزہ رکھنا (۳) وتر کی نماز ترک نہ کرنا۔

فضل وکمال : حضرت ابوالدرداء کا شمار کبار صحابہ وفضلاء میں ہوتا ہے۔ صحابہ ان کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ ان کی علمی صلاحیت وتبحر علمی کے تمام صحابہ قائل ومعترف تھے۔

حضرت معاد بن جبل خود ایک پیکر علم وعمل تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی۔ علم ابوالدرداء سے حاصل کرو اللہ پاک نے ان کو علم کے زیور سے مزین فرمایا ہے۔ اے ابوالدرداء زمین کے اوپر آسمان کے نیچے تم سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔

طرز تعلیم : نماز فجر کے بعد دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھ جاتے تھے لوگوں کے مسائل کا جواب دیتے۔ درس قرآن دیتے۔ یہ عالی شان مسجد آپ کے درس قرآن کی وجہ سے ایک عظیم درس گاہ بن گئی۔ طلبہ گروہ در گروہ آپ کے پاس آتے۔ ان کو دس دس آدمیوں کے گروپ میں تقسیم کرتے ہر گروہ کا ایک ایک قاری نگراں ہوا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ان طلباء کی گنتی کرائی تو ایک سو سولہ (۱۱۶) کی تعداد تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات طیبہ میں پورے قرآن مجید کے حافظ اور ماہر تھے۔

سفر شام : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کی طبیعت اچاٹ ہوگئی۔ ملک شام کی طرف سفر کرنے کی تیاری کرلی (اس لئے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فتنوں کے زمانے

اسلام ملک شام میں باقی رہے گا۔) حضرت عمرؓ امیر المومنین سے اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دینے کی ایک شرط لگائی کہ تم حکومت کا کوئی عہدہ قبول کرو۔ حضرت ابوالدرداء نے صاف انکار کر دیا میں حکومت کے کسی عہدہ کو قبول نہیں کروں گا۔ تو پھر اجازت کی امید بھی نہ رکھو۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا میں لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا رہوں گا نماز پڑھایا کروں گا۔ جب تو اجازت ہے آپ ادائے فرض۔ اشاعت علم۔ تبلیغ دین کے لئے دمشق کی اقامت کو پسند فرمایا۔

حلیہ : جسم بہت خوبصورت بلند بنی سر میلی آنکھ۔ ڈاڑھی اور سر میں خضاب سر پر قلنوہ (ٹوپی)۔ اور پھر اس پر عمامہ جس کا شملہ پشتت کی طرف ہوتا تھا۔ عربی لباس میں ملبوس رہتے تھے۔

وفات : آپ بہت آہ وزاری میں رہتے۔ ان کی زوجہ محترمہ ام الدرداء پاس بیٹھی تسلی دیا کرتی تھیں۔ آپ صحابہ رسول میں ہیں اس قدر آہ وزاری کیوں کرتے ہیں تو جواب دیتے میں کیوں نہ روؤں نہ معلوم اللہ پاک میرے گناہوں کا کیا کرے گا کیسے بخشے گا۔ آپ نے اپنے فرزند بلال کو بلایا اور کہا دیکھو ایک دن تم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے اس کی تیاری کر لو۔ آخر میں کہا میرا وقت قریب آگیا ہے مجھے کلمہ پڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو کلمہ کی تلقین کی۔ آپ کلمہ کو دھرانے لگے۔ حتیٰ کہ آپ کی روح مالک حقیقی سے جا ملی۔ اناللہ۔

لوگوں کو آپ کی وفات کی خبر ملی لوگوں کا ہجوم آپ کے مکان پر جمع ہونے لگا۔ دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں انتقال ہو گیا تدفین بھی وہیں عمل میں آئی۔

(ترجمہ اسد الغابہ۔ الاصابہ)

۱۶۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے

نام سالم۔ والد کا نام معقل۔ ابوعبداللہ کنیت۔ ایران النسل تھے۔ اصطخر ان کا آبائی وطن تھا۔ حالتِ غلامی میں مدینہ پہنچے۔ آزادی کے بعد ابو حذیفہ نے ان کو اپنا متبنیٰ بنالیا۔ عموماً سالم بن ابو حذیفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ابو حذیفہ نے ان کو اپنے بیٹے کی طرح رکھا اور اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے بیاہ بھی کر ڈالا۔ لیکن جب قرآن پاک میں ادعوھم لا بارھم نازل ہوئی تو ابن حذیفہ کے بدلے سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہلائے۔ سالم جوان ہوئے اور گھر

میں عادت کے مطابق آمد و رفت جاری رکھا تو ابوحذیفہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ ادھر قرآن پاک نے متبنیٰ باپ بیٹے کی نسبت کا انکار کر دیا تو ابوحذیفہ کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ یارسول اللہ ہم سالم کو بچپن ہی سے اپنا بیٹا سمجھے ہوئے ہیں اس کی ہمیشہ گھر میں آمد و رفت رہتی ہے۔ ابوحذیفہ کو یہ بات ناگوار گذر رہی ہے۔ میں اب کیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا۔ تم اس کو اپنا دودھ پلا دو وہ رضاعی بیٹا بن جائے گا اس طرح وہ ابوحذیفہ کے رضاعی بیٹے ہو گئے۔

چونکہ یہ رضاعت جوانی میں ہوئی ہے اس لئے اس کو امہات المؤمنین نہیں مانتی تھیں اور کہتی تھیں یہ سالم کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت عائشہؓ اس کے قائل تھے۔ ابتداء اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ ہجرت کے بعد عبیدہ بن جراح کے مواخاتی بھائی بن گئے۔

غزوات : اہم اہم غزوات میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ میں ان کو مہاجرین کا جھنڈا دے کر بھیجا تھا۔ ایک شخص آپ کو طعن کے طور پر کہا ہم کو تمہاری طرف سے اندیشہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مہاجرین کے جھنڈے کو کسی دوسرے کو دے دیں۔ تو اس کے جواب میں حضرت سالم نے کہا اگر میں بزدلی بتا دوں تو میں سب سے زیادہ بدبخت ہو گیا میں عامل قرآن ہوں۔ یہ کہہ کر نہایت جوش و خروش کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اثناء جنگ میں داہنا ہاتھ شہید ہو گیا تو جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ جب وہ بھی شہید ہوا تو دونوں بازوؤں سے جھنڈے کو سنبھالے رکھا گرنے نہ دیا۔ زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گر پڑے تو اس وقت دریافت کیا، ابوحذیفہ نے کیا کیا؟ لوگوں نے بتایا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس شخص نے کیا کیا جو مجھ پر طعن کیا تھا کہا وہ بھی شہید ہو گیا۔ تو کہا مجھے ان دونوں کے درمیان دفن کرنا۔ زخموں سے چور چور ہو کر یہ پڑھتے تھے وما محمد الا رسول وکا ین من بنی قاتل معهٗ ربّیون کثیرا (اٰل عمران)

اخلاق وعادات: حضرت سالم ان بزرگوں میں تھے جو فن قرآن میں امام کہلاتے تھے۔ آپ نے فرمایا قرآن پاک ۴ آدمیوں سے سیکھو، ان میں حضرت سالم بھی تھے۔ آپ اس قدر خوش الحان تھے کہ جب آپ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو لوگوں پر محویت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری میں تاخیر کر دی۔ آپ نے اس تاخیر کی وجہ دریافت کی تو کہا ایک قاری قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں سننے میں محو ہو گئی، جب آپ نے یہ سنا تو اپنی چادر سنبھال کر باہر

تشریف لائے دیکھا تو وہ سالم تھے۔

حضرت سالم مسجد قبا کے امام بھی تھے جب کہ مقتدیوں میں مہاجرین اولین ابوبکر۔عمر فاروق بھی تھے حضرت عمرؓ ان کے اس قدر معتقد تھے۔زخمی حالت میں جب خلافت کی وصیت لکھا رہے تھے تو فرمایا اگر سالم زندہ ہوتے تو میں ان کو بلا مشورہ خلافت دے دیتا۔

(مترجم اسدالغابہ ۔ الاصابہ)

۱۷۔حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

آپ کو علامہ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اصحاب صفہ میں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کا اسم گرامی براء۔والد کا نام مالک، یہ انس بن مالک کے علاتی بھائی ہوتے ہیں۔

اسلام : یوں تو انصار کے سر برآوردہ اشخاص تو ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ہی مکہ مکرمہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کر چکے تھے۔باقی رہا عام طیفہ ہجرت سے پہلے اور بعد بھی داخل اسلام ہوتا رہا۔براء بھی انہیں لوگوں میں سے تھے۔

جنگی کارنامے : آپ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔غزوہ بدر کے علاوہ باقی تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

جنگ یمامہ میں (جو مدعی نبوت مسلمہ کذاب کے ساتھ پیش آیا) جس کے کمانڈر خالد بن ولید تھے، ایک دن جب مسلمانوں میں سستی و کاہلی آئی تو خالد نے براء سے کہا۔براء اٹھو، وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے حمد وثناء کے بعد خالد نے کہا لوگو مدینہ طیبہ کو خیال دل سے نکال دو۔آج تم کو صرف جنت اور رضائے الٰہی کا خیال رکھنا ہے۔اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ تمام مسلمان نہایت ہی جوش وخروش میں گھوڑوں پر سوار ان کے ساتھ ہو گئے۔

اثناء جنگ میں حضرت براء کا ایک سردار سے مقابلہ ہوا تو بہت ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔اس نے حضرت انس کے پیر پر زوردار ضرب لگائی اتفاق سے اس کا وار خالی گیا۔اچھل کر گر پڑا اور تلوار نکالی تو حضرت براء نے اپنی تلوار میان میں کر لی اس کی تلوار چھین لی اور اس پر حملہ کر کے دو ٹکڑے کر دئے۔

اس مرحلہ سے فارغ ہونے کے بعد مرتدین پر ٹوٹ پڑے جو ایک باغ کی دیوار سے باہر لڑ رہے تھے اور مسلمہ

کذاب کو باغ میں محفوظ مقام پر ٹھہرایا تھا۔آپ نے ان کا مقابلہ کرتے کرتے ان کو پیچھے کی طرف ڈھکیلتے ڈھکیلتے دیوار تک پہنچایا۔ پھر آپ دیوار پر چڑھ کر اندر کی طرف کود پڑے۔موقع پا کر باغ کا دروازہ کھول دیا۔اسلامی لشکر اندر داخل ہوا۔گھمسان کی لڑائی ہوئی۔اسلامی لشکر کو کامیابی ہوئی۔حضرت براء بری طرح زخمی ہوئے ۸۰ سے زیادہ زخمی ہوئے۔

ایک ماہ تک علاج معالجہ ہوتا رہا۔صحت یاب ہوگئے۔حران کی جنگ جو عراق میں پیش آئی تھی اس میں بڑی جانبازی کا ثبوت دیا۔شہر کے ایک قلعہ پر حملہ کرنا چاہا۔قلعہ والوں نے قلعہ کی دیوار پر گرم گرم کانٹے دار زنجیریں ڈال رکھی تھیں کوئی مسلمان دیوار کے قریب پہنچتا تو اس کو کانٹے دار زنجیروں سے اوپر اٹھا لیتے تھے۔آپ کے بھائی انس کسی طرح دیوار کے قریب پہنچ گئے۔دشمن آپ کو زنجیروں کے ذریعہ اوپر اٹھا رہے تھے۔حضرت براء نے دیکھ لیا تو زنجیروں پر اس قدر زوردار حملہ کیا کہ زنجیریں ٹوٹ گئیں اور حضرت انس نیچے گر پڑے۔بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ایک جنگ میں ۱۰۰ آدمیوں کو قتل کیا۔

فضیلت : اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جو پرا گندہ بال، غبار آلود لیکن اگر یہ کسی چیز کی قسم کھا لیں تو اللہ پاک ان کی قسم کو پورا کرے گا۔ان میں آپ کا بھی شمار ہے۔

جنگ تستر میں جب پہلے پہلے مسلمانوں میں کمزوری محسوس ہوئی تو لوگ حضرت براء کے پاس آئے اور کہا خدا کو قسم دلائیے کہ وہ مسلمانوں کو فتح و کامیابی بخشے۔تو آپ کھڑے ہوگئے اور دعا کی یا اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو مسلمانوں کو فتح و کامیابی دے۔اور مجھ کو تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرما۔چنانچہ اس کے بعد خود فوج کثیر لے کر دشمنوں پر جا پڑے۔کامیابی اور فتح حاصل ہوگئی۔فارس کے نامور چیدہ چیدہ بہادر مارے گئے۔آخر کار آپ بھی ہرمزان کے مقابلہ میں شہید ہوگئے۔انا اللہ (ترجمہ اسد الغابہ جلد اول ص ۲۳۹)

خصوصیت : حضرت براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی تھے وہ برسوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔بڑے بہادر شجیع و دلیر تھے۔فوج کے افسروں نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ براء کو کسی فوج کا افسر نہ بنائیں اس لئے کہ وہ اکیلے تنہا سب سے پہلے حملہ آور ہوتے ہیں اور ہم کو موقع نہیں ملتا۔

آپ بڑے خوش الحان تھے۔رزمیہ اشعار بڑی خوش الحانی اور جوش سے پڑھتے تھے۔اللھم اغفرلہ

۱۸۔حضرت حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا نام حنظلہ، لقب غسل الملائکہ۔ والد کا نام ابو عامر تھا۔ آپ انصار کے مشہور خاندان اوس سے تھے۔ اپنے قبیلے میں نہایت معزز اور با اثر شخص تھے۔ جاہلیت کے زمانہ ہی میں بعثت نبوی کے قائل تھے۔ دنیاوی سیاست سے الگ ہو کر مذہبی سیاست اختیار کر لی اور راہب بن گئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں اسلامی خلافت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت مدینہ میں دو سردار تھے۔ ایک ابو عامر، دوسرا عبداللہ بن ابی، رئیس المنافقین۔ مدینہ طیبہ میں اسلام کی ترقی دیکھی تو بوجہ حسد وبغض ابو عامر مدینہ چھوڑ کر مکہ آیا اور غزوہ احد میں مشرکین کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس کو فاسق کا نام دیا۔ رجب سنہ ۸ ہجری میں مکہ پر توحید کا علم لہرانے لگا تو مکہ چھوڑ کر ملک شام کا رخ کیا اور شاہ ہرقل کے دامن میں پناہ لیا اور وہیں حالت کفر میں مر گیا۔ دوسرا سردار عبداللہ بن ابی، مدینہ طیبہ میں رہ کر اسلام کی ترقی دیکھ دیکھ جل مرتا تھا وہ رئیس المنافقین کہلایا۔ ابو عامر کے شدت کفر اور اسلامی عداوت وحسد کا یہ حال تو دوسری طرف ان کے فرزند حضرت حنظلہ کا محبت رسول اور اسلام پر فدا ہونے کی ایک مثال قائم کر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے غسیل الملائکہ کا لقب پایا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

کہ شب زفاف تھا۔ اپنی بیوی سے ہم بستر تھے جہاد کی نفیر عام سنی۔ فوراً بیوی سے جدا ہوئے اور کہا میں جہاد میں جا رہا ہوں۔ زندہ واپس ہوا تو ملاقات ہوگی ورنہ جنت میں ملیں گے۔ ہاتھ میں تلوار اٹھائی اور چل پڑے۔ جوش جہاد میں غسل کرنا بھی یاد نہ رہا۔ ابوسفیان کا مقابلہ ہوا۔ چاہتے تھے اٹھا کر زمین پر پٹک کر ماردیں اتنے میں ابن شعوب نامی ایک کافر نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا اللھم اغفرلہ

شہادت کے بعد آپ نے دیکھا کہ فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ حقیقت حال بیوی سے پوچھا تو بیوی نے سارا ماجرا بیان کر دیا اس وقت آپ نے ان کو غسیل الملائکہ کے لقب سے نوازا۔

غیرت ایمانی کا یہ حال تھا آپ نے اپنے والد ابو عامر کے خاتمہ کر دینے کی اجازت مانگی اس طرح حضرت عبد اللہ نے اپنے ابو عبداللہ بن ابی کے قتل کی اجازت چاہی۔ آپ نے سختی سے روک دیا۔ اجازت نہیں دی۔

اولاد: آپ کی شہادت کے وقت ان کے لڑکے کی عمر صرف سات سال کی تھی جب جوان ہوئے تو یزید بن

معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس کے شرمناک حرکات سے متنفر ہوکراس کی بیعت توڑ دی اورحضرت عبداللہ بن زبیر کے زمرہ میں داخل ہوکرشامیوں کی فوج کے مقابلہ میں جنگ کر کے شہادت کا مرتبہ پایا۔باپ بھی شہید بیٹا بھی شہید زہے قسمت۔

(ترجمہ اسدالغابہ سوم ص۷۹، حلیۃ الاولیاء ابی نعیم اصفہانی)

۱۹۔حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں جن اصحاب صفہ کا ذکر فرمایا ہے ان میں مقداد بن اسود بھی ایک ہیں مقداد نام۔آپ کے والد کا نام عمرو ہے۔لیکن اسود نے ان کو اپنا متبنٰی بنالیا تھا اس لئے وہ مقداد ابن اسود کے نام سے مشہور ہیں۔مقداد کے والد عمرو بن ثعلبہ اپنی قوم کے ایک آدمی کو قتل کر کے بھاگ کر حضرموت پہنچے وہاں ایک عورت سے بیاہ کرلیا۔اس عورت سے مقداد پیدا ہوئے۔جب یہ جوان ہوئے تو شمر بن حجر الکندی سے لڑائی ہوئی تو شمر کا پیر توڑ ڈالا تو پھر وہاں سے فرار ہوکر مکہ مکرمہ پہنچے وہاں اسود نے ان کو اپنا متبنی بنالیا۔

اسلام : ابھی وہ مکہ میں اچھی طرح مقیم بھی نہیں ہوئے تھے۔صدائے توحید کانوں میں پڑی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔یہ بڑا پرآشوب زمانہ تھا۔ایک کو ایک کہنا سب سے بڑا جرم تھا۔اسلام قبول کرنا اوراس کا اظہار کرنا ناقابل معافی جرم شمار ہوتا تھا۔حضرت مقداد نے اپنی بےبس، بےوطنی کے باوجود اعلانِ اسلام کر کے سات اولین سابقین میں داخل ہوگئے۔

اخلاق : تمام زندگی میابانہ طرز پر بسر ہوئی۔سادگی، صاف گو، دلیر اور حاضر جوابی میں کمال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صراف کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اے ابوالاسود تم شادی کیوں نہیں کرلیتے تو مقداد نے جواب دیا اگر تم اپنی لڑکی سے بیاہ دو۔حضرت عبدالرحمٰن ناراض ہوگئے اور سخت سست بھی کہا۔ابوالاسود دربار رسالت میں شکایت لے کر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی انکار کرتا ہے تو انکار کرے میں تو اپنے بنت عم سے تمہارا بیاہ کردوں۔چنانچہ آپ نے ابوالاسود سے ضباعہ بنت زبیر سے نکاح کردیا۔

ابتداءاسلام میں ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں میرے اور میرے دو ساتھیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، نہ کھانے کا

کوئی انتظام تھا۔آپ نے ہماری حالت دیکھ کر مجھے اور میرے دوساتھیوں کو اپنے میزبان کلثوم بن معدم کے گھر ٹھہرایا۔اس کے بعد ہمیں کچھ سکون نصیب ہوا۔ ہمارے پاس ۴ بکریاں تھیں انہیں کے دودھ پر ہمارا گذر بسر ہوتا تھا۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے۔آپ کے آنے میں تاخیر ہوگئی تو ہم نے سمجھا کہ شا ید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کی دعوت میں گئے ہوں گے۔تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ بھی پی لیا۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دودھ کی طرف بڑھے۔ مجھے بڑی ندامت ہوئی تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اللھم لن اطعمنی واسق من سقانی۔ اس کے بعد بکریوں کی طرف بڑھا شاید کسی بکری میں کچھ دودھ باقی رہ گیا ہو۔جس بکری کے تھن پر میں نے ہاتھ ڈالا وہ دودھ سے لبالب بھرا ہوا تھا، میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ پی چکے۔ہم نے کہا پہلے آپ پی لیجئے۔آپ نے خوب سیر ہوکر پیا۔اس کے بعد پورا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے۔

غزوات: اسلام کا اولین معرکہ غزوہ بدر میں شریک رہے۔ان کے سوا کسی کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ یہ تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ جنگ احد، جنگ خندق میں بھی شریک ہوکر داد شجاعت دی۔

وفات: آپ عظیم البطن تھے۔ایام پیری میں یہ مرض بڑھ گیا۔ان کا ایک رومی غلام تھا جس نے ان پر جراحی کا عمل کیا اتفاقاً ناکام رہا۔غلام خوف وندامت سے روپوش ہوگیا۔مقام حرف میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مولیٰ ءحقیقی سے جاملے۔امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔مقام جرف سے صحابہ کرام نے اپنے کندھوں پر اٹھاکر مدینہ طیبہ لائے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ۔عمر ۷۰ سال کی تھی۔
(الاصابہ جلد٦ ص١٥٩ اسدالغابہ)

٢٠۔حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا نام خریم۔آپ کے والد کا نام اخرم، آپ کے جدّ امجد کی طرف سے فاتک منسوب ہوکر خریم بن فاتک کہلائے۔آپ کی کنیت ابویحیٰ ہے۔بعض لوگوں نے ابوایمن بتائی ہے۔ان کے بیٹے کا نام ایمن تھا اپنے بھائی کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔امام بخاریؒ نے اس کی تصدیق کی ہے۔آپ کا شمار اہل شام میں سے تھا۔مروان

بن حکم نے ان کے بیٹے سے کہا میرے ساتھ مرج راہط میں چل کر مقابلہ کرو، تو ایمن نے جواب دیا کہ تیرے باپ اور میرے چچا جنگ بدر میں شریک تھے۔ان دونوں نے مجھے اہل اسلام سے لڑنے کی ممانعت کی ہے اس لئے میں آپ سے لڑ نہیں سکتا۔

حریم بن فاتک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی چار قسم کے ہیں اور اعمال چھ قسم کے۔آدمی کی قسمیں یہ ہیں۔

۱) دنیا و آخرت دونوں میں ان کو فراخی دی جاتی ہے۔

۲) وہ لوگ جن کو دنیا میں فراخی ہے لیکن آخرت میں تنگی۔

۳) وہ آدمی جن کو دنیا میں تنگی، آخرت میں فراخی۔

۴) دنیا و آخرت دونوں میں تنگی پانے والا بدبخت ہے۔

چھ قسم کے اعمال یہ ہیں۔

۱) دو اعمال واجب ہوتے ہیں۔

۲) برابر سر برابر ہوتے ہیں۔

۳) کچھ اعمال ہیں جن کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔

۴) کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا ثواب سات سو گنا ملتا ہے۔

۵) وہ اعمال جو آدمی کو واجب کرنے والے ہیں وہ یہ ہیں۔

اگر کوئی بحالت اسلام مر جائے اور شرک نہ کرے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔جو شخص حالت کفر میں مر جائے توبہ نہ کرے دوزخ واجب ہوتی ہے۔

دوسرا وہ شخص جس کا بدلہ برابر ہو۔اگر کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور عمل نہ کر سکے تو اس کو ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی بدی کا ارادہ کرے نہ کرے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔اگر کوئی شخص نیکی پر عمل کرے اس کو دس گنا ثواب ملتا ہے۔

اور جو شخص خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اس کو سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریم سے فرمایا تم کیا اچھے آدمی ہوتے اگر تم میں دو باتیں نہ ہوتیں۔ میں نے عرض کیا وہ کون سی باتیں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے تہبند ٹخنوں سے اونچا رکھو اور بال بہت

بڑھ گئے ہیں اس کو کم کرو۔ چنانچہ حضرت خریم نے اپنی تہبند اونچی کر لی اور سر کے بال کم کر لئے۔

اسلام : ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے۔ ان کی تلاش میں نکلا تو وہ مجھے ابرق عراق میں ملے۔ میں نے ان کو پکڑا باندھا اور ایک کو سواری کے لئے تیار کیا تو شام ہوگئی۔ تو میں نے جاہلیت کے دستور کے مطابق بہ آواز بلند کہا۔ اے اس جنگل کے سردار جن۔ میں آج تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری ضمانت چاہتا ہوں۔ اتنے میں ایک عجیب آواز میرے کان میں آئی

وَیحكَ عُذْ باللهِ ذِی الجَلالِ=وَالَمُجدَ والنَعَماء والاَفضَال

فَینزل الحرَامَ والُحَلالَ = وحِدّ الله ولاُتبالِ

مَا هَو ذِی الجِن لن الاَهوالِ

تجھ پر افسوس ہے اللہ کی پناہ پکڑ جو بڑے جلال والا بزرگی والا نعمتوں والا اور بڑے فضل وکرم والا ہے۔ حلال و حرام کے احکام نازل کرتا ہے۔ اللہ کو ایک مان، کسی کی کچھ پرواہ مت کر۔ یہ جنوں کی حقیقت کیا ہے۔ سورہ انفال کی یہ آیات کی تلاوت کر۔ ہر جگہ اللہ کو یاد کر۔ میدانوں میں جنگلوں میں پہاڑوں میں، جنوں کا مکر وفریب باطل ہو گیا۔ سوائے مقبول اور صالح مومن کے۔

خریم نے پوچھا

یَا ایها الدَاعی مَا تقول = اَرَشد عِندكَ اَم تَفلیِلُ

بینِ لنا هدبتَ مَا الحَویلُ

اے ہدایت کی دعوت دینے والے تو کیا کہتا ہے آیا تیرے پاس رشد وہدایت ہے یا گمراہی ہے۔ مجھے بتا تو کس طرح ہدایت پایا ہے۔ جن نے جواب دیا۔

هذٰا رسُول الله ذَو الخَیراتِ

یـربَ یدعو الی النَجاةِ

جَاءَ ہیا بین والحَمِیا ت

وسور بعداعفصلات

یہ اللہ کے رسول یثرب میں لوگوں کو نجات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

یاسین وحٰم سورتوں کے ساتھ آئے۔مفصلات کے بعد بھی سورتیں لائے۔خریم نے پوچھا تم کون ہو؟ میرا نام مالک ہے۔میرے والد کا نام بھی مالک ہے۔میں نجد کے جنات کی دعوت کے لئے سردار بنا کر بھیجا جارہاہوں۔

خریم کہتے ہیں میرا دل اسلام کے لئے کھل گیا میرے دل میں ایمان بھر گیا۔تو پوچھا۔اے جنوں کے سردار مالک۔بتا یہ میرے اونٹوں کا کیا ہوگا اور کوئی تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری لے تو میں ابھی فوراً یثرب کی طرف لوٹتا ہوں اور اللہ کے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مسلمان ہو جاتا ہوں۔

مالک نے کہا۔اگر تیرا ارادہ ایسا ہے بسم اللہ کرو میں تمہارے اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچادوں گا چنانچہ میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر یثرب کی طرف نکل گیا۔اور اس نے مجھے بہت دعائیں دیں۔

جب میں مدینہ پہنچا تو جمعہ کا دن تھا۔لوگ جمع ہو رہے تھے میں پس وپیش میں پڑ گیا۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ کے رسول کے پاس پہنچ کر ملاقات کرلوں گا۔اتنے میں میں نے دو بزرگوں کو میری طرف بڑھتے دیکھا۔وہ مجھے لینے آئے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام کی خبر صحابہ کو دے چکے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے اونٹ تمہارے گھر بخیر وسلامتی پہنچ گئے۔(ترجمہ اسد الغابہ)

۲۱۔حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہٗ

امام حاکم نے مستدرک میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا اصلی نام عوف ہے۔مسطح لقب۔یہ بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔بدر سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشرتف لائے۔غزوہ بدر میں شریک ہو کر بدری کہلائے۔دیگر غزوات میں بھی برابر شریک رہے۔غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر منافقوں نے غلط الزام لگا کر بدنام کرنا چاہا۔اس واقعہ میں بعض صحابہ بھی شریک ہوگئے۔اس غزوہ سے واپس آکر مسطح نے اپنی والدہ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ام مسطح حضرت عائشہ کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ام مسطح حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں۔مسطح خالہ زاد بھائی۔ابوبکرؓ اس رشتہ کی وجہ سے مسطح اور ام مسطح کا تعاون کیا کرتے تھے۔ایک دن ام مسطح حضرت عائشہ کے ساتھ حاجت بشری کے لئے جارہی تھیں۔راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور اپنے فرزند مسطح کو برا بھلا کہنے لگیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا تم بدری صحابی کو گالی دیتی ہو۔اس موقع پر ام مسطح نے حضرت عائشہ کو پورے واقعہ کی خبر کردی۔حضرت عائشہ کو سب سے پہلے اس الزام

کی خبرام مسطح ہی سے معلوم ہوئی۔ مسطح کے منافقوں کے ساتھ شریک ہوکر الزام لگانے میں برابر حصہ لینے سے حضرت ابوبکرؓ کو یہ بات بہت ناگوار گذری چنانچہ آپ نے امداد نہ دینے کی قسم کھالی۔ اللہ رب العزت کو آپ کا امداد نہ دینے پر قسم کھانا پسند نہیں آیا تو قرآن مجید کے اندر احکام نازل فرمائے وَلَا یَا تَل اوُلو الفَضل مَعکم والسعۃِ اَن یُو تَوآ اُولی القُربیٰ والمَساکین والمُها جِرین فِی سَبیلِ الله ولَیَعفُو وَلیَصفَحوا لَا تُحِبّون ان یَغفراللّٰهُ لکم، واللّٰهُ غفورٌ رحَیم(نور)

تم میں جولوگ صاحب فضل وصاحب مقدور ہیں وہ قرابت دار، محتاجوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو امداد نہ دینے کی قسم نہ کھائیں درگذر کرو معاف کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ تم کو بخش دے اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد ابوبکرؓ چیخ اٹھے أُحب اَن یغفر الله لیِ۔ پھر سے ان کی امداد جاری کردی۔

چونکہ اس واقعہ میں محسنہ عفیفہ پاک دامن مسلم ام المومنین پر الزام لگایا گیا تھا اس لئے اس کے احکام نازل ہوئے۔

والذین یَر مُون المُحصَناتِ ثُم لَم یَا تُو ا بِاَربعۃَ شُھَداءَ فَا جُلِدُوھُم ثَما نِین جَلَدہ۔

جولوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور اس پر چار گواہ نہیں پیش کرسکتے تو ان پر ۸۰ کوڑے لگاؤ۔ اس حکم کے تحت حضرت مسطح پر بھی کوڑے برسائے گئے۔

سال وفات میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے عہد عثمانی میں، بعض نے کہا عہد علی میں انتقال کرگئے جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں تھے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔

۲۲۔ حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

آپ کو ابن حصین بھی کہا جاتا ہے۔ مشہور صحابی رسول ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہوکر بدری کہلائے۔ وہ اور ان کے فرزند مرثد کبار صحابہ میں سے تھے۔

یہ بہت پہلے اسلام میں داخل ہوگئے تھے بدر، احد ودیگر جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو ہوکر جنگ کی۔

زمانہ جاہلیت میں مکہ کی ایک طوائف عناق نامی سے تعلقات تھے۔ تحریم زنا کے احکام نازل ہونے کے بعد اس سے قطع تعلق کرلیا۔ نہایت قوی، دلیر اور بہادر تھے۔ اس لئے مکہ سے مسلمان قیدیوں کو لانے کی ذمہ داری ان کو

سونپی گئی تھی ۔اس سلسلے میں وہ ایک مرتبہ مکہ گئے ۔ چاندنی رات تھی، آپ ایک گلی سے گذر رہے تھے کسی طرح عناق کو خبر لگ گئی ۔اس نے آواز دی تو وہ رک گئے تو عناق نے اپنے مخصوص دلربائی انداز میں شب باشی کی دعوت دی تو ابومرثد نے کہا کیاتم کو معلوم نہیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اللہ پاک نے زنا کو حرام کر دیا ہے۔عناق ان کے اس خشک جواب سے مایوس ہوکر نہایت غصہ سے کہا اگر میری بات سنتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں لوگوں کو آواز دے کر تم کو پکڑوادوں گی ۔اس نے نہایت ہی زوردار الفاظ میں چیخنا شروع کیا لوگو! یہ دیکھو مرثد مکہ سے تمہارے قیدی اٹھالے جانے والا ہے۔لوگ جمع ہو گئے آٹھ آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا وہ کسی طرح ایک خفیہ جگہ چھپ گئے ۔ جب وہ لوگ مکہ واپس ہو گئے تو یہ مدینہ کا راستہ لیا۔ مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا واقعہ بیان کر کے کہا حضور میرا نکاح عناق سے کر دیجئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

الـزَانِی لَا ینکِحُ الازَانِیه او مشرکته والزانیه لَا ینکحها الازانِ او مشرکٌ حُرّم ذالكَ عَلَى المُومنِین

بدکار مرد بدکار عورت یا مشرک عورت ہی سے نکاح کرتا ہے بدکردار عورت کو بدکردار مرد یا مشرک کے سوا کوئی دوسرا نکاح نہیں کرے گا اور یہ مسلمانوں پر حرام ہے۔آپ واقعہ رجیع میں عضل وقارہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اللھم اغفر لہٗ

۲۳۔حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ

یہ حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر کے پہلے شوہر ہیں۔ بدر اور احد میں برابر شریک رہے۔غزوہ احد میں زخمی ہو گئے ۔اس زخم میں شھادت پا گئے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔خنیس سے کوئی اولاد نہیں ۔

اسلام : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں پناہ لینے سے قبل آپ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کر لی تھی ۔حبشہ کے ہجرت ثانیہ میں حبشہ گئے ۔ پھر حبشہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے ۔رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔آپ نے ابوعبس سے مواخاۃ کرائی (ترجمہ طبقات ابن سعد)

۲۴۔حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ

سلیم نام، ابو کبشہ کنیت، وطن ونسب کے بارے میں سوانح نگاروں کا اختلاف ہے۔کسی نے فارسی کسی نے دوسی اورکسی نے مکی کہاہے۔ابو کبشہ غلام، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کرآزاد کیا۔دعوت اسلام قبول کیا۔

مکہ کے ارباب ثروت اوراعلیٰ خاندان کے لوگ بھی جواسلام لا چکے ہیں ان کی بھی عزت وآبرومشرکوں کے ہاتھوں محفوظ نہیں تھی۔ابو کبشہ تو غلام تھے ان کی پشت پناہی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔اس لئے آپ نے ان کو مکہ سے ہجرت کرجانے کی اجازت دے دی۔مدینہ طیبہ میں کلثوم بن ہدم کے مہمان ٹھہرے۔وہ غزوہ بدر میں بھی شریک ہو کر بدری ہونے کا شرف حاصل کیا۔

کفارمکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے تھے۔ان گستاخیوں میں بڑی گستاخی یہ تھی کہ آپ کوابو کبشہ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔وجہ اس کی یہ تھی کہ رسول اللہ کے نہالی خاندان میں کوئی ایک شخص گذراہے اس کا نام بھی ابو کبشہ تھا۔وہ عربوں کے خلاف شِعریٰ (ایک ستارہ کا نام) کی عبادت کرتا تھا اور لوگوں کو بت پرستی سے روکتا تھا۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام طور پر بت پرستی سے روکتے تھے اس لئے آپ کوابو کبشہ کا بیٹا کہتے تھے۔ یہ ابو کبشہ کا دوسرا بیٹا پیدا ہوا ہے۔یہ ابو کبشہ جس دن حضرت عمرؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔اناللہ (اصابہ)

۲۵۔حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

یہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بدری ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔آپ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جنت میں کسی کے قرآن تلاوت کرنے کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے تو کہا گیا یہ حارثہ بن نعمان کی آواز ہے۔وکان اَبَرُّ لِاُمِّہٖ، وہ اپنی والدہ سے بہت نیک سلوک کرنے والے تھے۔

حارثہ خود فرماتے ہیں ایک دن میرا آپ پر گذر ہوا۔آپ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔میں نے سلام کیا پھرلوٹ آیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حارثہ تم نے میرے پاس کس کودیکھا تھا۔ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم تو آپ نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمہارے سلام کا جواب دے رہے تھے۔بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حارثہ کسی سے گفتگو کرتے ہوئے آرہے تھے سلام نہیں کیا حضرت جبرئیل جو آپ کے پاس بیٹھے تھے کہا اگر یہ سلام کریں تو ہم جواب دیں گے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا آپ ان کو جانتے ہیں۔حضرت جبرئیل نے کہا کیوں نہیں یہ ان ۸۰ صحابیوں میں سے ہیں جو غزوہ حنین میں ثابت قدم اور پامردی سے مقابلہ کیا تھا۔اللہ پاک ان کو اوران کی اولاد کو جنت میں رزق عطا فرمایا ہے۔

آخری عمر میں بصارت جاتی رہی تو انہوں نے اپنے جائے نماز سے دروازے کے پھاٹک تک ایک رسی باندھ رکھی تھی جب کوئی مسکین یا سائل آتا تو آپ اپنی زنبیل میں سے کچھ نکالتے اور رسی پکڑتے ہوئے دروازے کے پھاٹک تک جاتے اور مسکین کو اپنے ہاتھ سے عنایت کرتے تھے۔گھر والوں نے کہا کیا ہم اس خدمت کے لئے نہیں تھے؟ تو آپ نے فرمایا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم مُتَاولةُ لمسكين يتقى مضارع السُوءِ مسکین کو دینے سے دینے والا برائیوں کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے (الاصابہ جلد اول ص ۷۰۷)

۲۶۔حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ

نام حذیفہ آپ کی کنیت ابو سریحہ ہے۔ بیعت رضوان میں شریک تھے۔کوفہ میں وفات ہوئی وہیں دفن بھی ہوئے۔ان نماز جنازہ ۴ تکبیرات کے ساتھ زید بن ارقم نے پڑھائی۔یہ ابو سریحہ کی کنیت سے مشہور تھے۔

حذیفہ کی روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں دیکھ نہ لو۔

۱) مغرب سے طلوع آفتاب ۲) یاجوج ماجوج کا خروج ۳) دابتہ الارض کا نکلنا ۴) تین خسف ۱) مشرق میں ۲) مغرب میں ۳) جزیرہ عرب میں ۵) عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک لے جائے گی لوگوں کے رات اور دو پہر گذرے گی ۶) دخان دھواں ۷) دجال کا ظہور ۸) حضرت عیسیٰ کا نزول ۹) ایک ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔

(اصابہ فی نیز الصحابہ حرف ح)

۲۷۔حضرت اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ

اسماء نام،آپ ابوھند کی کنیت سے مشہور ہیں۔حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حارثہ اور ان کے دو بیٹے اسماء و ہند کو خادم رسول سمجھتا تھا۔اس لئے کہ ھند اور اسماء کو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر دیکھتا تھا اور وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے۔جب رسول اللہ نے اسماء کو ان کی قوم کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا مُرقو مك ليصوموا يوم عاشوراء ۔ تو اسماء نے پوچھا اگر وہ کھا چکے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا بقیہ دن کچھ نہ کھائیں۔

حضرت اسماء سنہ ٦٦ میں بصرہ میں انتقال کر گئے اس وقت ان کی عمر ٨٠ سال کی تھی۔

امام حاکم نے مستدرک میں ان کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

(اصابہ۔جلد اول۔ترجمہ اسد الغابہ جلد اول)

۲۸۔حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ

نام صائب ہیہ انصاری خزرجی صحابی رسول ہیں۔کنیت ابوسہلہ ہے۔سائب اپنے والد خلاد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنے صحابہ کو حکم دیجئے کہ لبیک بلند آواز سے کہیں نیز یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے دھمکائے اللہ پاک اس کو ڈرائے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی،فرشتوں کی تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اس کے نہ فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل۔

امام ابونعیم اصفہانی نے بھی حلیہ الاولیاء میں اور ترجمہ اسد الغابہ جلد ۲ ص ۵۸ میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔حضرت معاویہ کی طرف یمن کے گورنر تھے ان کی بہت سی روایات ان میں رفع لبیک۔ونعبلتہ المدینہ بھی ہے۔

۲۹۔حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ

یہ خوات بن جبیر کے بھتیجے تھے۔بیعت عقبہ۔بدر۔احد و دیگر غزوات میں شریک رہے۔حضرت معاویہ کے دور خلافت میں بصرہ میں اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ان کا شمار بکائیں میں ہوتا ہے۔

اصابہ جلد ۳ ص ۹ ترجمہ اسد الغابہ جلد اول مستدرک حاکم

۳۰۔حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ

آپ کا نام معاذ آپ اور رافع بن مالک قبیلہ خزرج سے پہلے مسلمان ہوئے۔وہ اوران کے دو بھائی عوف اور مسعود غزوہ بدر میں شریک رہے۔اور دونوں بھائیوں نے شہادت بھی پائی۔مگر حضرت معاذ زمانہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تک حیات رہے اوراپنی زندگی میں تمام غزوات میں شرکت فرمایا کرتے تھے آپ کی کنیت ابوحلیمہ ہے اسی کنیت سے پکارے جاتے تھے اور لقب قاری تھا۔آپ کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ۶ سال صحبت میسر ہوئی حضرت عمرؓ نے آپ کو رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے پر مقرر فرمایا کرتے تھے۔آپ واقعہ حرّہ میں شہید ہوئے۔آپ نے ۶۹ سال کی عمر پائی۔

(اصابہ جلد ۶ ص ۱۰۹)

۳۱۔حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے مستدرک ج ۳ میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ صفوان بن حنظل بن بیضاء ہیں۔دادا کی طرف منسوب ہوکر صفوان بن بیضاء کہلائے۔غزوہ مریسع سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔اوراس غزوہ مریسع میں شریک بھی رہے۔غزوہ خندق اوراس کے بعد پیش آنے والے تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے۔غزوہ خندق سنہ ۵ ھ میں واقع ہوا۔

آپ کوز بن جابر کے ساتھ قبیلہ عزینہ کے ان لٹیروں کوتلاش کرنے لگے جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیوں کولوٹا تھا۔

حضرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف میں فرماتے ہیں میں ان میں نیکی اورسچائی کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا یہ وہی بزرگ ہیں جن کے بارے میں اہل افک نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ بہتان لگایا تھا ۔واقعہ افک مشہور ہے۔جب حضرت صفوان کو یہ خبر پہنچی کہ حسان بن ثابت بھی اہل فک کے ساتھ شامل ہیں تو تلوار اٹھائی اور حسان پر حملہ کردیا۔حسان زخمی ہوگئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے حسان کو کھجور کا ایک باغ اورایک لونڈی بھی عنایت فرمائی جس کا نام شیریں تھا۔انہیں شیریں کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

حضرت صفوان نے حسان پر حملہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے

تلقیٰ ذُبابَ السیف منی فاننی

غلا مٌ اذا ھو جیت لستُ بشاعر

ولکن احمِی حمائی و اشتقیٰ

من البا ھت الرامی البرار الظوا بِرِ

تلوار کی دھار کا مزہ مجھ سے چکھ لوگے جب مجھے ہیجان میں لاؤ گے

کیونکہ میں ایک نوجوان ہوں شاعر نہیں ہوں

ہاں میں اپنی عزت بچاتا ہوں اور بہتان باندھنے والے پاک وصاف لوگوں پر عیب لگانے والوں سے نجات حاصل کرتا ہوں۔

آپ بہت دلیر وشجاع تھے۔ نیک اور عفیف تھے۔ بصرہ میں ان کا ایک مکان بھی تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جنگ ارمینیہ میں سنہ ۱۷ھ میں شہید ہوگئے۔ اس دن سردار لشکر عثمان بن ابی العاص تھے۔

ایک دن حضرت صفوان نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ کیا ہے۔ پوچھا دن ورات میں ایسا بھی کوئی وقت ہے، جس میں نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔؟ کہا ہاں۔ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک۔ پھر طلوع آفتاب کے وقت کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے پھر نصف النہار کے وقت۔ اس وقت جہنم کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب سورج ڈھل جائے تو نماز پڑھو عصر تک۔ نماز عصر بعد غروب آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو۔ (امام حاکم نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے)

(ترجمہ اسدالغابہ جلد۵ ص۳۳)

۳۲۔ حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

صاحب مستدرک امام حاکم نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ نے اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ حبشہ کی طرف دوبار ہجرت کی۔ غزوہ احد میں اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک رہے یہ اپنے بھائی عبداللہ سے زیادہ عالم تھے۔ لیکن

عمر نے وفا نہ کی۔ جب عتبہ کا انتقال ہوا تو ان کے بھائی عبداللہ رونے لگے۔لوگوں نے ان سے کہا آپ کیوں روتے ہیں۔تو عبداللہ نے جواب دیا اس میں تعجب ہی کیا ہے۔میرے بھائی عتبہ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے وہ بڑے عالم تھے اب میں اکیلا رہ گیا ہوں۔آپ سن ۴۴ھ خلافت فاروقی میں انتقال کر گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ترجمہ اسد الغابہ جلد ششم

۳۳۔حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے مستدرک میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔یہ وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے زنا کے بعد دربار رسول میں پہنچ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے رجم کے ذریعہ پاک کرنے کی درخواست کی تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔دوسری مرتبہ پھر دوسری طرف آ کر پھر اعتراف گناہ کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر طرح سے رجم سے بچانے کی کوشش کی۔ پوچھا کیا تم جانتے ہو زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ایک غیر عورت سے اس طرح ملے جس طرح ایک مرد اپنی بیوی سے ملتا ہے۔آخر انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا جیسے سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے۔اسی طرح میں نے اس سے دخول کیا۔پھر پوچھا کیا تم دیوانہ تو نہیں ہو۔انہوں نے کہا نہیں۔پھر آپ نے پوچھا اب کیا چاہتے ہو۔جواب دیا ارید ان تطھرنی میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔پھر آپ نے صحابہ کو حکم دیا جاؤ ان کو رجم کرو۔رجم کے دوران پتھر کی مار کھا کر بھاگنے لگے تو ایک صحابی نے اونٹ کی ہڈی لے کر مارا۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا تو فرمایا ھل لا ترکتموہٗ اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا۔پھر آپ نے فرمایا لقد تاب توبہ لو تایتھا طائفۃ من امتی لا جزات منھم۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ میری امت کی ایک جماعت پر تقسیم کی جائے تو سب کی طرف سے کافی ہوگی۔

میں نے دیکھا وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہے ہیں۔استغفروالماعز

اصابہ جلد ۵ ص ۵۲۲

۳۴۔حضرت کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے مستدرک جلد ۳ میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔صاحب حلیۃ الاولیاء نے بھی اصحاب صفہ

میں ذکر کیا ہے۔

آپ کی کنیت ابوالیسر ہے۔بعض لوگوں نے آپ کی کنیت ابوالبشر بھی لکھا ہے۔آپ بیعت عقبہ اورغزوہ بدر میں شریک رہے۔ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔آپ عظیم البدن اور پست قد تھے۔

صاحب اصابہ جلد۲ص ۳۸۰ میں آپ کو بدریوں میں آخری وفات پانے والے بتایا ہے۔آپ مدینہ طیبہ ہی میں وفات پاگئے۔اناللہ۔

۳۵۔حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ

آپ کو صاحب حلیۃ الاولیاء میں اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

یہ انصاری ہیں۔قبیلہ اوس سے متعلق ہیں۔ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ان کے والد ودیعہ منافقوں میں سے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوران کے والد کے درمیان تفریق کرادی یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔یہ اصل میں زید بن ودیعہ کے بیٹے ہیں۔ان سے زید بن وھب، عامر بن سعد اور براء بن عازب نے سوسمار کی روایت نقل فرمائی ہے۔واقعہ یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لشکر میں تھے۔ہم نے کچھ سوسمار پائیں ان میں سے ایک سوسمار کو پکڑا اور بھونا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی اٹھائی اور فرمایا اللہ پاک نے بنواسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کر کے جانور بنادیا تھا نہیں معلوم وہ جانور کونسا تھا۔لھذا آپ نے سوسمار کا گوشت نہیں کھایا اور نہ منع فرمایا۔

ان کا تذکرہ ابن مندہ نے بھی کیا ہے۔(ترجمہ اسد الغابہ جلد۲۔ص ۴۶)

۳۶۔حضرت عبداللہ بن زید الجہنی رضی اللہ عنہ

آپ کو صاحب مستدرک، امام حاکم نے اور صاحب حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی نے اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

ان کی سند میں اختلاف ہے۔آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت کی ہے۔فرمایا جو شخص چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹ دو۔پھر چوری کرے تو اس کا پیر کاٹ دو۔پھر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو۔اگر چوتھی بار چوری کرے تو اس کو قتل کردو۔

ابونعیم فرماتے ہیں ابن مندہ وغیرہ اس حدیث کی سند میں اعتراض کیا ہے۔

(ترجمہ اسدالغابہ جلد پنجم ص ۲۲۸)

۳۷۔حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

امام حاکم مستدرک جلد ۳ میں اور ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیا میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے

آپ قبیلہ جہنہ سے منسلک ہیں اور انصاری کہلاتے ہیں۔اس لئے کہ وہ انصار کے قبیلہ بنوسلمہ کے حلیف تھے۔ آپ کی کنیت ابویحیٰی تھی۔آپ بیعت عقبہ، بدر اور احد میں شریک تھے بعد میں ہونے والے غزوات میں بھی شرکت کی۔ان سے ان کی اولاد نے روایت بیان کی ہیں یہ وہی صحابی رسول ہیں جنہوں نے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا تھا کہ میرا مکان مسجد نبوی سے کافی دوری پر ہے۔مجھے لیلۃ القدر کی نشاندہی فرمائیے میں اس رات مسجد نبوی میں حاضر ہو جاؤں گا۔آپ نے فرمایا جاؤ ۲۳ ویں شب کو آنا۔یہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بنوسلمہ کے بتوں کو توڑا تھا۔آپ سے وہ روایت بھی مروی ہے اکبرا کبائر گناہ کون کون ہیں کہ آپ نے فرمایا اشـراك بـالـلـه ۔ وحقوق الوالدین والیمین الغموس فرماتے تھے۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

جب کوئی مچھر کے پر برابر بھی چھوٹی قسم کھالے تو اس کے دل میں قیامت میں سیاہی بیٹھ جاتی ہے۔

آپ کی وفات سنہ ۷۴ھ میں ہوئی (ترجمہ اسدالغابہ جلد ۵)

۳۸۔حضرت ابوعبس بن جہر رضی اللہ عنہ

آپ انصاری ہیں قبیلہ اوس کی طرف منسوب ہیں۔زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالعُزیٰ تھا اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔آپ یہودی سردار کعب بن اشرف کو قتل کرنے میں شریک تھے۔

کعب بن اشرف یہودی بڑا مالدار اور یہودیوں کا سردار تھا وہ اپنے اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ازواج مطہرات کی ہجو بیان کرتا تھا۔اس مقصد سے اس نے دولونڈیاں بھی رکھی تھیں ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کون ہے جو مجھے کعب بن اشرف کی ایذاء سے بچائے تو حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا میں اس خد

مت کے لئے تیار ہوں۔مگر مجھے آپ کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت دیں تو آپ نے اجازت دی۔بہر کیف اس کو قتل ہی کر ڈالا۔اس واقعہ کی پوری تفصیل بخاری شریف میں آئی ہے۔

یہ ابوعبس بدری ہیں۔بنو حارثہ کے بتوں کو توڑنے میں آپ بھی اور آپ کے والد بھی تھے۔ان کے تعلق سے یہ بھی مروی ہے کہ آخر عمر میں آپ کی بصارت جاتی رہی۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عصا عنایت فرمائی جو ان کے آگے آگے روشنی دیتی تھی۔ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔خنیس بن حذافہ کے مواخافاتی بھائی تھے۔ آپ نے صرف ۴۸ سال کی عمر پائی۔(اصابہ ۷ باب الکنی)

۳۹۔حضرت مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے آپ کو مستدرک جلد میں اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

یہ قدیم الاسلام ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے۔آپ نے ان کے اور عبید بن سنجان کے درمیان مواخاۃ کرادی تھی۔ان کا خاندان بنوزھرہ کا حلیف تھا۔۳۰ سال کی عمر میں اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔انا للہ۔(اصابہ جلد ٦)

۴۰۔حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ

امام حاکم نے آپ کو مستدرک جلد ۳ میں اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

یہ بنو عامر کے حلیف تھے۔قدیم الاسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی ہے۔

(اصابہ جلد ۵)

۴۱۔حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

آپ کے والد کا اصل نام حسل بن جابر ہے۔یمان آپ کا لقب ہے۔یمان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم میں ایک خون کیا تھا۔پھر بھاگ کر مدینہ طیبہ چلے گئے،وہاں بنو عبد الاشجعل انصار کے حلیف بن گئے۔اس لئے ان کی قوم نے ان کا نام یمان رکھا وہ لوگ یمن کے رہنے والے تھے۔دربار رسالت میں ہجرت کر کے آئے تھے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اختیار دے دیا۔مہاجر بنے رہیں یا انصار تو انہوں نے انصار بننے کو پسند کیا۔غزوہ

احد میں شریک رہے۔ان کے یمان غلطی سے شھید ہو گئے حضرت حذیفہ نے پکارا میرے والد میرے والد مگر شھادت پا چکے تھے۔حضرت حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب السرّ فی المنافقین تھے۔منافقوں کے بارے میں آپ ہی سے دریافت کیا کرتے تھے۔کسی اور سے نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا بتاؤ میرے عاملوں میں کوئی منافق ہے۔آپ نے کہا ہاں ایک ہے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون ہے۔نام نہ بتاؤں گا۔حضرت عمرؓ نے کسی طرح ان کا نام معلوم کرلیا اور ان کو معزول کر دیا۔حضرت عمرؓ حضرت حذیفہ کے متعلق دریافت کرتے۔اگر وہ کسی جنازہ میں شریک ہوتے تو آپ بھی شریک ہو تے۔اگر وہ شریک نہ ہوتے تو آپ بھی شرکت نہ کرتے۔اس لئے کہ حضرت حذیفہ کو منافقوں کی نشاندہی تھی۔

ہمدان رے۔اور دیگر مقامات آپ ہی کے ہاتھ فتح ہوئے۔

آخر عمر میں آپ نے نصیبین کی سکونت اختیار کرلی اور وہیں شادی بھی کرلی تھی۔

غزوہ بدر میں مشرکوں نے آپ سے عہد لیا تھا کہ جنگ میں شرکت نہیں کریں گے تو اس مسئلہ کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عہد کو پورا کرو اور ہماری فتح و مدد کے لئے دعا کرو۔اس وجہ سے شریک بدر نہ ہو سکے۔حضرت حذیفہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائی ہیں ایک تو میں دیکھ ہی لیا۔دوسری کا منتظر ہوں آپ نے فرمایا تھا امانت لوگوں میں نازل کی گئی پھر اس کے بعد قرآن مجید کا نزول ہوا۔لوگوں نے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا۔پھر آپ نے رفع امانت کی کیفیت بیان فرمائی کہ ایک شخص سو کر اٹھے گا تو امانت اس کے دل سے نکل جائے گی،امانت کا نشان صرف ایک نقطہ کے برابر ہو رہ جائے گا۔پھر سو کر اٹھے گا تو امانت،وہ نقطہ بھی اٹھ جائے۔لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ لوگ خرید و فروخت کریں گے،کوئی امانت دار نہ ہوگا۔یہاں تک لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص بڑا دلیر ہے اور بڑا امانت دار ہے خوش طبع ہے،بڑا عقلمند بھی ہے۔حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا ۔حضرت حذیفہ فرماتے ہیں وہ زمانہ آچکا۔اب میں جس سے چاہتا ہوں معاملہ کرلیتا ہوں اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا ایمان میرے نقصان کو واپسی پر مجبور کرے گا اگر وہ یہودی ہے یا نصرانی ہے تو اس کا ساعی مجھے میرا نقصان واپس کر دیتا ہے۔مگر آج میں فلاں فلاں شخص ہی سے معاملہ کرتا ہوں۔(بخاری)

حضرت عمرؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم اپنی اپنی خواہش بیان کرو چنانچہ لوگوں نے اپنی اپنی خواہشیں بیان کیں کہ یہ گھر مال سے جواہرات سے بھر جائے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایسے لوگوں کو چاہتا ہوں جیسے ابوعبیدہ۔ معاد بن جبل اور حذیفہ بن یمان تا کہ میں ان سے خدا کے دین کا کام لوں۔

پھر آپ نے کچھ مال حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس بھیجا اور کہا دیکھو وہ اس مال کو کیا کرتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو تقسیم کر دیا۔ پھر کچھ مال حضرت حذیفہؓ کے پاس بھیجا پھر وہی کہا دیکھو وہ اس مال کو کیا کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے بھی اس مال کو تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا میں کہتا نہ تھا کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔

جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تو بہت رونے لگے تو کسی نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا ہوں بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ یہ مجھے نہیں معلوم کہ میں رضائے الٰہی کی طرف جا رہا ہوں یا غضب کی طرف پھر آخر میں دعا کی الٰہی تو مجھے بہت محبوب ہے تیری ملاقات میں برکت دے۔ پھر بعد ازاں روح قبض ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات سنہ ۲۶ھ میں حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کی شہادت کے ۴۰ دن بعد ہوئی۔ (ترجمہ اسد الغابہ جلد دوم)

۴۲۔ حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہٗ

امام حاکم نے آپ کو مستدرک جلد ۳ میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں آپ نے حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس اور کثیر بن عباس وغیرہ نے روایت کی ہے۔

آپ سے وہ روایت بھی ہے اگر کسی نے حالت احرام میں پرندہ کا پر یا پیر توڑ دیا تو اس کا احرام جاتا رہے گا اس کو دوبارہ حج فرض ہو جاتا ہے اس روایت پر حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباسؓ نے بھی تصدیق کی ہے۔

حضرت امیر المومنین عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت مروان کو ایک ضرب لگائی تھی جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ حضرت علیؓ کے ہم راہ جنگ صفین میں شریک تھے اور کہتے تھے اے گروہ انصار تم چاہتے ہو جب تم اللہ پاک سے ملو تو اس سے کہیں اطعنا ساو تساو کبرانا فاضلوا السبیل۔

(اصابہ دوم۔ ترجمہ اسد الغابہ دوم ص ۲۵۵)

۴۳۔ حضرت ثقیف بن عمرو رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ ابونعیم اصفہانی نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کی کنیت ابو مالک ہے۔ آپ قبیلہ بنو اسد سے متعلق تھے قریش کے حلیف تھے۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد بھی اپنے حلف پر قائم رہے۔ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک رہے۔ ان کو ایک یہودی نے جس کا نام اسد تھا شہید کر دیا۔ (ترجمہ اسد الغابہ دوم ص ۶۴)

۴۴۔ حضرت جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ

بعض لوگوں نے آپکا نام جعال اور قبیلہ غفار میں بتایا ہے۔ آپ اہل صفہ اور فقراالمساکین قدیم الاسلام ہیں۔ غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ شریک رہے۔ نہایت بدصورت اور کریہہ المنظر تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی تعریف کی اور ان پر اعتماد کیا۔

مال غنیمت جب آپ نے افرع بن حابس عنیہ بن حصن کو سو سو اونٹ دیئے تو کسی نے کہا آپ نے افرع عیینہ کو سو سو اونٹ دیئے اور جعال کو چھوڑ دیا تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر روئے زمین کے تمام لوگ افرع و عیینہ بن جائیں تب بھی میرے پاس جعال سب سے زیادہ محبوب و پیارا ہے میں ان کو ان کے ایمان کے حوالے کرتا ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مطلق سے جنگ کی تو اس وقت مدینہ طیبہ میں آپ ہی کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

غزوہ بنو قریظہ میں ان کو آنکھ جاتی رہی (تذکرہ جعال ترجمہ اسد الغابہ دوم)

۴۵۔ حضرت حرملہ بن عبداللہ بن ایاس رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ ابونعیم اصفہانی نے آپ کو اصحاب صفہ میں داخل کیا ہے۔

بعض لوگوں نے آپ کو اپنے دادا ایاس کی طرف منسوب کرتے ہوئے حرملہ بن ایاس کہا ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے ہیں ان سے صفیہ اور دحیہ نے حدیثیں روایت کی ہیں۔

حرملہ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ چند سواروں کے ساتھ دربار رسالت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صبح کی نماز پڑھائی وہ ایسی ساعت تھی کہ تاریکی کی وجہ سے کوئی اپنے ساتھ والے کو پہچانتا نہ تھا، پھر جب میں واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،''جب تم کسی مجلس میں جاؤ وہاں ایسی باتیں سنو جو تم کو پسند ہوں تو دوبارہ اس مجلس میں جاؤ۔اگر تم اس مجلس ایسی باتیں سنو جو تم کو ناپسند ہوں تو دوبارہ اس مجلس میں نہ جاؤ''۔ابونعیم نے ان کے والد کا نام اوس بتایا ہے۔

(ترجمہ اسدالغابہ دوم ص۲۷۶)

۴۶۔عبداللہ بن ذوالبجادین حزنی رضی اللہ عنہ

آپ کو صاحب الحلیہ نے اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا نام عبداللہ۔اسی لقب سے مشہور ہیں۔جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ جانے کا قصد کیا تو ان کی والدہ بجارنے اپنی چادر کے دوٹکڑے کر کے ایک سے تہبند بنالیا دوسرے کو اوڑھ لیا۔

ان کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگ تبوک کے ایام میں ہوئی،رات ہی میں مدفون ہوئے۔

(اصابہ باب العین۔ ترجمہ اسدالغابہ جلد دوم ص۱۹۲)

۴۷۔حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ نے اپ کو اصحاب صفہ اور اہل شام میں سے شمار کیا ہے۔یہ حمص میں رہتے تھے۔ان سے ایک روایت مروی ہے کہتے ہیں'میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔آپ رات کی نماز اور فجر کی نماز میں بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ان سے اور بھی روایات مروی ہیں۔آپ ہی سے وہ روایت بھی ہے جس میں کہا گیا ہے الا تفان وما قو فهما جماعةٌ

(اصابہ۔ترجمہ اسدالغابہ سوم)

۴۸۔عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

(نوٹ) آپ کے مفصل تذکرہ کے لئے ایک مبسوط کتاب چاہئے۔اس مختصر کتابچہ میں آپکا مختصر ہی تذکرہ کیا

گیا ہے۔(سیفی) امام حاکم نے مستدرک جلد ۳ میں آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مستطعون ہے۔آپ نے کم عمری میں اپنے والد عمرؓ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور ایک ہی ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت بھی کی۔غزوہ بدر و احد میں کم عمری کی وجہ سے واپس کر دئے گئے۔غزوہ خندق میں پہلی بار شریک رہے۔آپ سنت رسول و احادیث رسول کے نہایت درجہ متبع تھے۔سفر حج میں انہیں مقامات کو تلاش کرتے اترتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجتہ الوداع میں اترے تھے۔جہاں جہاں آپ نے نماز پڑھی انہیں مقامات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

زمانہ نبوت میں اگر کوئی خواب دیکھتا تو بعد نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر کے تعبیر پوچھتا تھا۔حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میرے دل میں بھی یہ آرزو پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تعبیر معلوم کروں۔میں اس وقت جوان تھا شادی نہیں ہوئی تھی اس لئے مسجد نبوی ہی میرا گھر تھا۔مسجد ہی میں میرا سونا،اٹھنا،بیٹھنا تھا۔ایک دن میں نے بھی ایک خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے۔انہوں نے میرے دونوں بازو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے وہ ایک گہرا کنواں تھا اس کے اندر آگ پیچ در پیچ تھی اس کے دوستون بھی تھے۔کنواں دیکھ کر میں گھبرا گیا۔اتنے میں ایک اور فرشتہ آیا اور اس نے کہا لا مـــرع مت گھبراؤ چنانچہ اس نے مجھے ان دونوں فرشتوں سے آزاد کرا دیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ اچھا اور صالح آدمی ہے اگر وہ رات کی نماز قائم کرتا۔حضرت عبداللہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں راتوں کو بہت سویا کرتا تھا(بخاری و مسلم)اس طرح ایک اور خواب بھی دیکھا۔کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں استبرق(ریشمی کپڑا)کا ایک ٹکڑا ہے اس ٹکڑے سے جنت کی جس طرف اشارہ کرتا تو وہ استبرق کا ٹکڑا مجھے وہاں لے اڑتا۔اس خواب کو بھی اپنی بہن حفصہ کے ذریعہ حضور تک پہنچایا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نیک و صالح آدمی ہے۔(صفوۃ الصفوۃ جلد ۱)

حضرت نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر بہت خدا ترس رقیق القلب اور سخی دل تھے دنیا کی اور دولت کی ان کو مطلق حرص و آس نہیں تھی۔ایک دفعہ کعبۃ اللہ کے اندر گئے اور سربسجود ہو کر کہنے لگے یا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں دنیا کے متعلق قریش سے کبھی مخالفت نہیں کی یہ صرف تیرے خوف سے۔نیز نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر جب الم یان ان تخسع قلوبھم لذکر الله پڑھتے ہیں اس قدر روتے ہیں کہ روتے روتے بےخود ہو جاتے۔

سطعم بن مقداد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حجاج بن یوسف (ظالم) نے آپ کو لکھا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ 'تم خلافت کے طلب گار ہو۔تو سنو خلافت کے مستحق اُمی۔بخیل غیرت مند نہیں ہوتا'۔تو اس کا جواب عبداللہ بن عمرؓ نے یوں دیا۔'تم نے لکھا ہے کہ میں خلافت کا طلبگار ہوں۔ میں نے زندگی میں کبھی بھی خلافت کی خواہش نہیں کی اور مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ دوسری بات لکھی ہے امی و بخیل اور غیرت مند خلافت کے لائق نہیں ہوتا۔جس شخص نے اپنے سینہ میں قرآن مجید کو جگہ دی ہو وہ آدمی اُمی نہیں ہوسکتا۔جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی وہ بخیل نہیں ہوسکتا۔غیرت کی باب میں اپنی اولاد کے بارے میں کسی کی شرکت گوارا نہیں یہ میری غیرت ہے'۔(صفتہ الصفوہ جلد ا)

آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پکڑ کر کہا 'کُن فيِ الدّنيا كا تک غرَيبٌ اوُ عا برِ سبيل 'تم دنیا میں ایسے رہو گو یا تم مسافر ہو یا راستہ چلنے والے۔

آپ کی رقیق القلبی وسخاوت کا یہ حال تھا کہ کوئی چیز آپ کو پسند آتی تو فوراً اس کو راہ للہ میں دے دیا کرتے تھے۔ایک بار آپ مقام جحفہ میں ٹھہرے تھے اس وقت آپ بیمار تھے۔آپ نے مچھلی کی خواہش کی۔مچھلی کی تلاش شروع ہوئی۔تلاش بسیار کے بعد صرف ایک مچھلی ملی۔ان کی زوجہ محترمہ صفیہ بنت ابوعبیدہ نے اس کو تیار کیا۔اور آپ کے سامنے پیش کیا۔ابھی ایک لقمہ اٹھا ہی رہے تھے کہ ایک سائل آیا۔آپ نے اس کو دے دیا۔تو آپ کی اہلیہ محترمہ نے کہا سبحان اللہ آپ کی خواہش پر تیار کر کے لائی تھی آپ نے اس کو سائل کو دے دیا۔سائل کو دینے کے لئے اور بھی چیزیں تھیں۔آپ نے فرمایا یہ میری محبوب اور پسندیدہ چیز تھی۔اللہ کا فرمان ہے لن تنالو البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔

اس نوعیت کا انگور کا بھی ایک واقعہ ہے۔آپ نے انگور کی خواہش کی۔انگور لائے گئے تو ایک سائل کے سوال پر وہ دے دیا۔ایک دفعہ آپ کے پاس ۲۰،۰۰۰ (بیس ہزار دینار) آئے آپ نے ان کو مجلس سے اٹھنے سے پہلے سب کے سب مستحقین ومساکین میں تقسیم کر دئے۔

ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے آپ کے پاس ایک لاکھ دینار بھیجے آپ نے ان سب کو تقسیم کر دیا ایک دینار بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

۴۹۔حضرت عدی بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

یہ حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام تھے۔عراق سے تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں جوارش پیش کیا۔آپ نے پوچھا یہ جوارش کیا ہوتی ہے۔غلام نے کہا یہ ہاضمہ کا چورن ہے۔آپ نے کہا ہم نے ۴۰ سال سے شکم بھر کھانا نہیں کھایا۔پھر اس جوارش کا لے کر کیا کروں گا۔

عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو امیر الحاج بنایا اور تاکید کی حضرت عبداللہ بن عمر کی اتباع کرنا خلاف نہ کرنا۔عبداللہ بن عمر حج کے مقامات منٰی ،عرفات ،مزدلفہ، رمی جمرات قربانی کی جگہوں میں آگے آگے رہتے تھے ۔یہ بات حجاج کو ناگوار گذری اپنی فطرت کے مطابق ان کو ہلاک کرنے کی تدبیر کرنے لگا۔چنانچہ اس نے ایک آدمی کو بلا کر زہر آلود حربہ دے کر وصیت کی کہ کسی طرح ہجوم میں عبداللہ بن عمر کو زخمی کر دے چنانچہ اس شخص نے عرفات سے واپسی میں آپ کے پیر کو اس زہر آلود حربہ سے زخمی کر دیا اور یہ زخم آپ کی موت کا سبب بن گیا۔اس زخم سے آپ کئی دن بیمار رہے۔حجاج عیادت کے لئے آیا تو پوچھا اگر اس قاتل کا نام معلوم ہو جائے تو آپ نے بے دریغ جواب دیا۔تم اس کو کیا کرو گے۔حجاج نے کہا اللہ مجھے غارت کرے اگر میں اس کو قتل نہ کروں؟ میں سمجھتا ہوں تم ایسا نہ کر سکو گے۔تم نے ہی اس شخص کو زہر آلود حربہ دے کر مجھے زخم کرنے کے لئے کہا تھا۔حجاج نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن ایسا نہ کہو۔اس گفتگو کے بعد حجاج خاموشی سے اپنے گھر چلا گیا۔آپ کئی روز تک فریش رہے۔سنہ ۷۴ء میں ۸۴ سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔حجاج ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقام محصب میں مدفون ہوئے۔انا للہ۔اللھم اغفرلہ ورحمہ۔

۵۰۔ حضرت حارثہ بن جمیل رضی اللہ عنہ

اسلام لانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔غزوہ بدر میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ بدری کہلائے۔طبری اور دارقطنی نے بھی ان کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ان کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

صاحب الحلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔(ترجمہ اسد الغابہ جلد دوم)

۵۱۔حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ

اصابہ اور صاحب الحلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔لیکن افسوس ہے کہ آپ کے تفصیلی حالات نہیں

مل سکے۔آپ کا اصلی نام لقیط بن عامر ہے۔ابورزین آپ کی کنیت تھی۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔اہل طائف میں سے تھے۔آپ سے بہت سے صحابہ کرام مثلاً عبداللہ بن عمرو غیرہ نے روایت کی ہے۔

ان سے ایک روایت آتی ہے۔

عن ابی سلمه بن عبد الرحمن من ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لرجل من اهل الصفه بکنی ابا رزین اذا خلوتَ حرّك لِسا نِكَ بِذِكرِ اللهِ لِا نكَ لَا نَزال فِی صَلوة اِذا ذكرتُ زُتك بِاابا رزین و اذا قَبل النّاسُ عَلَی الجِهَاد فاُ جبت ان یکونَ مثلَ اجورُهم فَالزم ا لمسجد تو ذن فیه فلا تا خُذُ علیٰ اَذانك اجراً (وسند ضعف)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ میں سے ایک آدمی سے کہا جس کی کنیت ابورزین تھی۔فرمایا اے ابورزین جب تو تنہائی میں ہوتو اپنی زبان کو ذکراللہ سے حرکت دے (اللہ کا ذکرکر) اس لئے کہ جب تک اللہ کا ذکرکرتا رہے گا گویا تو نماز ہی میں ہے۔اے ابورزین جب تمام لوگ جہاد میں چلے جائیں تو چاہتا ہے کہ تجھے بھی ان کے برابر ثواب ملے تو مسجد کو لازم پکڑلے اوراس میں اذان دے اوراپنی اذان کی اجرت نہ لے (مگر یہ روایت ضعیف ہے)

دوسری روایت بھی ابوسلمہ سے آتی ہے۔

عن ابی سلمه عن ابی ہریره قال قال ابو رزین یا رسول الله اِنَّ طریقی علی المُوتٰی فهل من کلام اکلم به اذا مررت علیم قال قُل اسلام علیکم یا اهل القبور من المُسلمینَ اَنتم لَنا سَلَفَ وَنَحن لکم تَبُع وانا ان شاء الله بکم لاحقون فقال ابو رزین یَا رسول الله یسمعون قال یسمعون ولکن لا یَستَطیعُونَ اَنْ یُجِیبُوا قالَ یا اَبَا رزِینَ الاّترضیٰ ان یُّرد عَلیك بِعد دَهِم مِنَ المَلا ئِکةعلَی القُبور

(اصابه جلد ۷ باب کفتی)

ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا ابورزین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا راستہ قبرستان پر سے ہے۔کیا کوئی ایسا کلام ہے جو میں ان سے کروں جب میں ان پر سے گذروں۔آپ نے فرمایا ہاں ہے۔تم کہو السلام علیکم یااهلُ القُبورِ مِن المسلمین ۔تم ہمارے آگے ہواورہم تمہارے پیچھے انشاءاللہ ہم بھی تم سے مل جائیں گے ابورزین نے پوچھا کیا وہ سنتے ہیں۔آپ نے فر

مایا ہاں لیکن جواب کی طاقت نہیں رکھتے ۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے سلام کا جواب قبروں کے تعداد کے برابر فرشتے جواب دیں۔

۵۲۔حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔بعضوں نے آپ کے والد کا نام اساف بتایا ہے۔ یہ انصار میں سے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بوقت ہجرت انہیں کے پاس ٹھہرے تھے بالحارث بن خزرج کے بھائی ہیں۔(ترجمہ اسدالغابہ دوم)

۵۳۔حضرت حازم بن حرملہ رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ الاولیاء علامہ ابونعیم اصفہانیؒ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا پورا نام حازم بن حرملہ بن مسعود ہے۔بعضوں نے آپ کو غفاری اور بعضوں نے اسلمی بتایا ہے۔آپ کے غلام ابوزیں آپ سے صرف ایک روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لاحول ولاقوۃ الاّ باللہّ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ترجمہ اسدالغابہ جلد اص ۲۲۵

۵۴۔حضرت ابوفراس بن کعب الاسلمی حجازی رضی اللہ عنہ

صاحب اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر نے آپ کو خدّام النبی میں اور صاحب ریاض الصالحین امام نوری نے اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کا پورا نام ابوآفراس الاسلمی ربیعہ ہے۔ابوالفراس کنیت ہے۔اسلمی قبیلہ بنواسلم کی طرف منسوب ہیں۔ ربیعہ اصل نام ہے۔

مسلم شریف میں ان کی روایت یوں آئی ہے۔

عن ابِی سَلمہ عَن ربیْعَتہ بن کعَبٍ قال اکنتُ ابیتُ علی بابِ النبی صلی اللہ علیہ و سلم وَاعطَیتُہُ الوَضَوَء فاسمعہ الھَویِ من الیلَ یقول سمع اللہ لمن حمدہ و کا ن من اصل الصنہ

آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔
فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ہی رات گذارتا تھا اور میں آپ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا میں نے رات کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ سمع الله لمن حمده
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد مدینہ طیبہ سے نکل کر قبیلہ بنو اسلم کی آبادی میں جا بسے جو مدینہ طیبہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلہ پر ہے ایام حرّہ میں حرّہ ہی میں سنہ ۶۳ ھ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (اصابہ جلد۲)

۵۵۔ حضرت ماعز المزنی رضی اللہ عنہ

صاحب اصابہ نے ان کو کسی قبیلہ سے منسوب نہیں کیا۔ البتہ صاحب الحلیہ نے مزنی کہہ کر قبیلہ مزینہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مسند احمد میں ان کی ایک روایت آئی ہے جس کو امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔
عن ابنِ مسعودٍ الجريرى عن يَزيد بن عَبد الله بن الشِخِير عَن مَا عزان النبى صلى الله عليه و سلم سُئِل اى الَاعمالِ افَضلُ قال الايمانُ بالله وَحدهٗ ثم الجهادثم حج مبرورةٌ يُفضِّل الاعمالَ كما بين مطلع الشمس و مغربِها رواة ثقات
امام بخاری اور امام بغوی نے بھی یہ روایت دوسری سند سے روایت کی ہے۔ (اصابہ جلد۵ ص ۵۲۲)
ابن مسعود جریری یزید بن عبداللہ بن شخیر سے وہ ماعز سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ نے فرمایا اللہ واحد پر ایمان لانا پھر جہاد کرنا پھر حج مبرور۔ آپنے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے جیسے طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے درمیان ہے اس کے جملہ راوی ثقہ ہیں۔

۵۶۔ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ

صاحب الحلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ یہ ساعدہ بن عاش کے فرزند ہیں۔ قبیلہ انصار میں عوف بن مالک بن اوس انصاری اوس سے جا ملتے ہیں۔ آپ بنو امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ بیعت عقبہ میں بدر میں اور احد میں شریک تھے بلکہ بعد والے تمام غزوات میں برابر شریک رہے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں انتقال کر گئے۔

واقعہ سقیفہ میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے انصار کے دوصالح آدمیوں سے ملاقات کی وہ عویم بن ساعدہ و معن بن عدی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا وہ لوگ کون تھے جن کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے رجال یحبون ان یَتَطَهَّرُوا۔ ان میں سے ایک اچھا آدمی عمویم بن ساعدہ ہیں۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔

عَن عاصم بن سُعید سمعتُ صفراء بنت عثمانَ بن عُتبة بِن عُوَیمُ بن سَاعِدَۃَ قالت حد تحُسن جَدَّتِی قَالَتُ دَعا عمرالی جنَازِہ عویم بن ساعدہ و کَان اٰ خیٰ بینه و بینَ عُمر و قال عُمر ما نَصِبُتُ رایۃً النبی صلی الله علیه وسلم الا تحت ظلها عویم

بعضوں نے آپ کو حاطب بن بلسقعہ کا مواخاتی بھائی بتایا ہے۔

عاصم بن سوید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں صفراء بنت عثمان بن عتبہ بن عموم بن ساعدہ سے سنا انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا حضرت عمرؓ نے عویم بن ساعدہ کو ایک جنازہ میں بلایا۔ ان کے اور عمرؓ کے درمیان موافات کا رشتہ تھا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے جس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نصب کیا تو اس کے سایہ کے نیچے سویم بن ساعدہ کو موجود پایا (اصابہ جلد۴ ص۶۱۹)

۵۷۔ جُرھد بن خولید رضی اللہ عنہٗ

جرہد: یہ قبیلہ اسلم میں سے تھے۔ صاحب اصابہ وصاحب حلیہ نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ یہ بہت شریرالطبع تھے۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں الفخد عورۃ زانوستر میں ہے۔ اس حدیث کے راوی بھی جرھد سے نقل کی گئی ہے۔

بعض لوگوں نے آپ کو اہل بصرہ اور بعضوں نے اہل مدینہ بتایا ہے۔ آپ صلح حدیبیہ، بدر و احد میں بھی برابر شریک رہے۔ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس لئے یہ اہل صفہ میں سے تھے۔ ان کا کوئی فرزند بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کل بالیمین فقال اِنها مُصَابَۃٌ فنفث فیها فماشکیٰ حتی مات۔ سیدھے ہاتھ سے کھاؤ تو اس نے جواب دیا وہ بیمار ہے۔ آپ نے اس پر دم کیا اچھا ہو گیا، پھر مرنے تک کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں ان کا ایک مکان تھا اسی میں زندگی کے آخری لمحات تک رہے۔ وہیں انتقال کر گئے (اصابہ جلد اول ص ۵۸)

۵۸۔اغرّ المز نی رضی اللہ عنہٗ

اس نام کے تین صحابی ہیں۔اغرالمز نی۔اغرالجھنی تیسرے غیر منسوب۔علامہ ابونعیم نے آپ کواصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ کہتے ہیں اغیر یہ قبیلہ مزینہ سے تھے۔ یہ صحابی رسول ہیں ان کے کچھ وسق چھوہارے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ تھے پھرانہوں نے بیع مسلم کے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے۔انہی اغرالمز نی سے روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں سورہ روم پڑھا تھا۔آپ کہتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا آج شب کو مجھے وتر پڑھنے کی نوبت نہیں آئی، حتّی کہ صبح ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر تو رات ہی کو پڑھی جاتی ہے۔آپ یہ تین بار فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کبھی میرے دل میں حجاب آجاتا ہے تو میں ۱۰۰ بار استغفار کرتا ہوں۔

بعض لوگوں نے ان تینوں کو ایک ہی قرار دیا ہے۔اور بعضوں نے الگ الگ بتایا ہے۔ بہر کیف صحابی رسول تھے اور اصحاب صفہ میں شمار کئے جاتے تھے۔واللہ اعلم (ترجمہ اسد الغابہ جلد اول ص ۱۰۰)

۵۹۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ

آپ کی کنیت ابواسحاق ۔ نام سعد تھا۔ والد کا نام مالک اور ابوالوقاص کنیت ۔آپ قریشی زمری تھے۔آپ کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابی سفیان ہے۔حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ قبیلہ بنی زہرہ سے تھیں اور سعد بھی بنوزہرہ سے تھے اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماموں کہتے تھے۔خلفاءراشدین اور عشرہ مبشرہ اصحاب صفہ میں نہیں تھے، البتہ حضرت سعد کے متعلق کہا جاتا ہے اصحاب صفہ کے ساتھ رہتے بستے تھے۔

اسلام : آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام سے پہلے ایک خواب دیکھا گویا کہ ایک تاریکی میں پڑا ہوں۔ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔اچانک ایک روشن چاند میرے سامنے ظاہر ہوا۔ میں اس کی طرف بڑھنے لگا۔اور میں دیکھ رہا ہوں کون مجھ سے پہلے چاند کی طرف سبقت لے جاتا ہے۔جب میں وہاں پہنچا تو وہاں ابوبکر، زید بن حارث اور علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیھم اجمعین موجود تھے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کب پہنچے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے۔اس خواب کے چند روز بعد معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ چھپ کر اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔تو میں نے مکہ مکرمہ کی ایک وادی میں آپ سے بعد نماز عصر ملا اور اسلام میں داخل ہوگیا۔

سعد فرماتے ہیں میں ثُلث اسلام ہوں یعنی میرے پہلے صرف ۴ یا ٦ آدمی مسلمان ہوئے تھے اور میری خصوصیت یہ ہے کہ میں نے جس دن اسلام قبول کیا، اس دن کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا۔

والدہ کا سلوک : میں اپنی والدہ کا مطیع وفرمان بردار تھا۔ جب میری والدہ کو میرے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے کہا بیٹا کیا یہ نیا دین تو نے اختیار کیا ہے۔ اس کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی۔ یہاں تک کہ مرجاؤں گی چنانچہ اس نے ایک دن ایک رات کھانا نہیں کھایا۔ اس نے کہا بیٹا لوگ مجھے قاتل الام کے خطاب سے مطعوں کریں گے۔ تو سعد نے کہا اماں جان ایسا نہ کرنا۔ سن لو۔ اگر تم میں ہزار جان بھی ہوں ، ایک ایک کر کے نکل جائے تو بھی میں اپنا دین اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ جب والدہ نے میرے استقامت کو دیکھا تو کھانا پینا شروع کر دیا۔ تو اللہ رب العزت نے میرے بارے میں قرآن پاک کی ان آیات کا نزول فرمایا۔ وإن جاهَداكَ على ان تشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهمافى الدنيا معروفاً۔(لقمان)

ابتداء اسلام مسلمان وادیوں گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے میں بھی صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ایک وادی میں نماز پڑھ رہا تھا اسی اثناء مشرکوں کی ایک جماعت ظاہر ہوئی۔ انہوں نے ہم کو اور دین اسلام کو طعن دینا شروع کیا تو میں نے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی لیکر ایک کافر کو زخمی کر دیا وہ لہولہان ہو گیا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے لئے کافروں کا بہایا گیا۔

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باڈی گارڈ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات فرمایا کوئی مردِ صالح آج رات میری چوکیداری کرے تو میں اطمینان سے رات گذاروں۔ اتنے میں آپ نے تلوار کی جھنکار کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا کون ہے۔ کہا میں سعد ہوں۔ حضرت سعد مستجاب الدعا بھی تھے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللهم اَستَجِبْ لِسعدٍ اذا دعاك فكان لا يدعو الا ستجيب له (اصابہ)

اے اللہ پاک سعد کی دعا قبول کر جب وہ تجھ سے دعا کریں ان کی دعا درجہ قبول کو پہنچتی تھی۔

حضرت سعد فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں سے جہاد کرتے تھے ہمارے پاس

کھانا نہ ہوتا تھا۔سوائے انگور کی پتیاں اور جنگل کی خاردار جھاڑیاں ۔ہم لوگ بکریوں کی طرح پائخانہ کرتے تھے اس میں رطوبت مطلق نہ ہوتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے آپ کو عراق کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔کوفہ آپ ہی آباد کیا تھا۔کوفہ والوں نے امیر المومنین عمر بن خطابؓ سے سعد کی شکایت کی تو آپ نے ان کو کوفہ سے اپنے پاس بلوایا اور تحقیق حال کے لئے ایک آدمی یا کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔وہ جس مسجد میں سعد سے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے تعریف و تحسین ہی کی ۔کسی نے آپ پر کوئی اعتراض نہیں کیا مسجد ابوعبس میں بنو اسد کا ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا۔جس کی کنیت ابوسعد تھی کھڑا ہو کر کہا یہ لشکر کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے ۔مال غنیمت کو عدل کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے ۔نماز بھی ٹھیک طور پر نہیں پڑھاتے ۔حضرت سعد نے کہا اس نے مجھ پر تین الزام لگائے ہیں ۔میں اس کو تین بددعا دیتا ہوں۔

۱۔اللہ اس کی عمر کو طویل کردے

۲۔اللہ اس کو حقیر بنادے۔

۳۔اللہ اس کو فتنے میں مبتلا کردے۔

اس واقعہ کے راوی عبدالملک فرماتے ہیں اس کی عمر اس قدر طویل ہوگئی کہ اس کی بھویں آنکھوں پر آپڑیں۔ کسی کو دیکھنا چاہتا تو بھویں اٹھا دیکھتا تھا۔اس قدر فقیر ہوگیا کہ کہ راستہ چلنے والوں سے بھیک مانگتا تھا۔نوجوان لڑکیوں کو چھیڑتا، پھر کہتا مجھے سعد کی بددعا لگ گئی۔لوگ آپ کی بددعا سے خوف کھاتے تھے آپ نے فارس مدائن کو فتح کیا رستم جس کو ہزار آدمیوں کے مدمقابل سمجھا جاتا تھا بری طرح شکست دیا۔

حضرت عثمان امیر المومنین کے فتنہ میں تمام سے الگ تھلگ ہو کر گھر بیٹھ گئے۔آپکا مقام عقیق جو مدینہ طیبہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔وہیں انتقال بھی ہوا۔(جہاں اب اسلامی یونیورسٹی ہے)

وفات کے قبل آپ نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ میرا وہ بال والا پرانا جبہ لاؤ جس کو پہن کر بدر میں مشرکوں کا مقابلہ کیا تھا اس کو آج کے دن کے لئے چھپا رکھا تھا۔اس جبہ میں آپ کو کفنایا گیا۔صحابہ اکرام نے آپ کو مقام عقیق سے کندھوں پر اٹھا کر مسجد نبوی لائے ،مروان نے نماز جنازہ پڑھائی۔امہات المومنین اور صحابیات نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔سنہ ۵۸ ھجری میں ۷۴ سال کی عمر میں اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ انا للہ ۔ اللھم اغفر لہٗ وارحمہٗ

آپ کے تذکرے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔اسی پر اکتفا کر کے ختم کرتا ہوں۔

و آخر الدعوا نا عن الحمد للہ رب العالمین۔

(بخاری شریف جز ۳۔ ترجمہ اسد الغابہ)

--☆--

کتابیات

(مراکز کتاب ھذا)

نمبر شمار	اسماء کتب	مصنف اور سن وفات
۱	الجامع الصحیح البخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ
۲	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	الامام الحافظ ابن تیمیہ المتوفی ۸۵۲ھ
۳	صفہ و اہل صفہ (مترجم)	الامام الحافظ ابن تیمیہ المتوفی ۸۵۲ھ
۴	المستدرک	الامام الحاکم المتوفی ۴۰۵ھ
۵	وفاء الوفاء	سید شریف نور الدین المتوفی ۹۱۱ھ
۶	حلیۃ الاولیاء (حوالجات)	امام حافظ ابو نعیم اصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ
۷	اسد الغابہ (مترجم)	امام عز الدین المعروف با بن ثیر التوفی ۶۳۰ھ
۸	معجم الصحابہ	امام لغوی المتوفی ۳۱۷ھ
۹	صفوۃ الصفوہ	امام ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ

(نوٹ۔ ۱) صاحب اسد الغابہ نے اپنی کتاب میں تینوں کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تینوں سے مراد ۱) ابن مندہ ۲) اب نعیم اصفہانی ۳) اور ابو موسیٰ اصفہانی ہیں۔

(نوٹ۔ ۲) خلفائے راشدین۔ اصحاب عشرہ مبشرہ۔ سعد بن معاذ۔ اسید بن مضیر۔ عباد بن بشر۔ ابوایوب انصاری۔ معاذ بن جبل۔ ابی بن کعب۔ یہ بزرگ اصحاب صفہ میں نہیں تھے۔

خاتمہ

الحمد للہ والمنہ اس کا لاکھ لاکھ شکر و احسان کہ اس نے مجھ جیسے حقیر بندہ کم علم کو ان بزرگان دین خیار الامت صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے حالات قلم بند کرنے کی توفیق اور ہمت بخشی۔ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ پاک میری اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر مجھے اور میری اولاد و احفاد اور امت محمدیہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور والدین مرحومین اقرباء کی مغفرت فرمائے آمین ثم آمین۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

۱۸/اکتوبر ۲۰۰۳ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۴۲۴ھ کو بعد نماز عصر اختتام کو پہنچی۔ سیفی

(کتاب کی کمپوزنگ ۱۸/ستمبر ۲۰۰۴ء مطابق ۲/شعبان ۱۴۲۵ھ بعد نماز عشاء کو تصحیح مع اضافہ کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ صبغۃ اللہ)

☆

﴿ اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولو لعنته الله علیٰ شرّکم ﴾

جب تم دیکھو کہ لوگ میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو کہو، تمہاری برائی پر لعنت (ترمذی)

اکرموا اصحابی فانهم خیارکم (نسائی)

میرے اصحاب کی عزت کرو، وہ تم سے بہتر ہیں

☆

کتاب الرائے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انگنت لکھوکھا درود وسلام ۔

اس کتاب کو کمپوز کرنے کا ایک فائدہ مجھے یہ ہوا کہ اس کتاب کے ایک ایک حرف کو شائع ہونے سے قبل ہی پڑھنے کا موقع ملا۔مولانائے محترم نے اپنی عمر کے آٹھویں دہے میں بڑی محنت شاقہ سے عربی اور دیگر کتابوں اورکو کھنگال کر اس کا نچوڑ ہمارے سامنے پیش کیا ہے جو یقیناً اس عمر میں بہت بڑا کارنامہ ہے، اس نسل کے لوگ آج ہمارے دور میں عنقا ہیں جنہیں عربی فارسی اور اردو زبان وادب پر دسترس حاصل ہے۔کچھ لوگ بحثیت مقررین عوام کو اس کا فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن آپ نے تقریر اور تحریر دونوں کو اپنایا اور اپنے علمی تبحر اور تجربے سے جو مواد حاصل کیا اس کو بڑے سلیقہ سے پیش بھی کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق بخشی کہ اسلام کی بنیادی تعلیم حاصل کر نے والے متعلمین کے متعلق مواد فراہم کریں، جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دنوں میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی صحبت میں رہ کر دن رات آپ سے تعلیم حاصل کی۔جب آپ دنیا میں تشریف رکھتے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس تشریف لاتے اللہ کا سلام اور وحی لے آتے ،تو کتنی برکتیں اور نعمتیں میسر آئی ہوں گی۔آج ہم آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر جب یہ نعمتیں حاصل کر رہے ہیں تو اس دور میں ان اصحاب نے اور کتنا حاصل کیا ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب صفہ کو بہت بڑی نعمت سے نوازا۔ان لوگوں نے دین ودنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم وتربیت سردار انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نگرانی میں حاصل کی۔یقیناً یہ حضرات بہت ہی خوش نصیب اور بابرکت ہیں اور انہیں کی بدولت دنیا میں اسلام پھیلا اور آج بھی انہیں کے حوالے سے ہمیں روایات اور احادیث پڑھنے کو ملتے ہیں جو مستند ہونے کا ثبوت ہیں۔اگر ان اصحاب کا حوالہ نہ ہو تو وہ باتیں غیر مستند یا ضعیف مانی جاتی ہیں۔مولانا نے تعمیر مسجد کے عنوان میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ ’’یہ مسجد صرف نماز کے لئے نہیں تھی بلکہ ایک بنیادی اسلامی یونیورسٹی تھی‘‘ جس کے طالب علم اصحاب صفہ ہیں۔اپنے اصحاب کو اپنے حلقہ میں رکھ کر دن رات ان کی تربیت کرنا، ان کی دیکھ بھال، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بہت بڑا کام تھا جس کے بغیر آئندہ تبلیغ اسلام کا اتنا بڑا کام انجام پانا مشکل ہی ناممکن تھا۔اصحاب صفہ کی ایک جماعت دن بھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر مسائل دینیہ حاصل کرتی ، انہیں کے متعلق کہا گیا ہے کہ رات میں راہب بن جاتے ہیں اور دن میں شہ سوار۔

حضرت العلام مولینا عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری مراعاۃ جلد دوم ص ۲۲۳ کے حوالے کو مولانا نے یوں نقل کیا ہے ''اصحاب صفہ بہترین اللہ والے بزرگ تھے جو قرآن پاک و دینی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ یہ وہ مقدس جماعت تھی جو مسلمانوں کے مصائب کے وقت ان کی دعائیں اہل اسلام کے لئے پشت پناہ کا کام دیتی تھیں۔ یہ مسجد نبوی کو حقیقی طور پر آباد کرنے والے تھے، جنگ و جہاد کے موقع پر شیروں کی طرح میدان کارزار میں کود پڑتے تھے۔'' یہ تھی وہ تربیت جس کو ان اصحاب نے حاصل کی اور دنیا کو بتایا کہ دراصل دین اسلام کس کو کہتے ہیں۔ان لوگوں نے آقائے نامدار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور انہیں کی زبانی آیات قرآنی کا مطلب مفہوم سمجھا اور پھر اگلی نسلوں کو سمجھایا۔ یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں بتا رہے ہیں بلکہ اپنی آنکھوں دیکھی اور حضور کے افعال کو دکھا رہے ہیں بیان کر رہے ہیں کہ صحیح دین اور مذہب کیا ہے۔ یہ مختصر سا کتابچہ اگر چہ جامع اور مستند ہے لیکن موضوعات کو تشنہ چھوڑ رہا ہے اس لئے کہ اس میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اصلی کتابوں کو جس کی زبان سے ہم نابلد ہیں تفصیل میں جانے سے قاصر ہیں۔ بہرحال مولانائے محترم ومعظم کے شکرگذار ہیں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور حضور اکرم کے دور کی اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور کی جھلک بھی پیش کردی۔

مولانائے محترم جو رشتہ میں میرے تایا لگتے ہیں عرصہ دراز کیا؟ پوری عمر جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ میں تعلیم و تعلم میں گذاری، وظیفہ یابی کے بعد اب بھی اس جامعہ سے وہی قلبی لگاؤ رکھتے ہیں اور اسی کے کتب خانے سے جو کئی علوم وفنون کا خزانہ ہے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے اب تک مولانا دو کتابیں پیش کر چکے ہیں۔اور اب یہ کتاب پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپکو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، اور اس کتاب کو بقائے دوام حاصل ہو۔ اور لکھو کھا لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچے۔

۲/اکتوبر ۲۰۰۴ء/۱۶ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ عفی عنہ

بنگلور